مرزا غلام قادیانی کی روحانی خزائن جلد 1، 2، 3 پر مشتمل جھوٹی، ضعیف، موضوع احادیث کا جامع انسائیکلوپیڈیا

مرزا قادیانی کی بیان کردہ

ضعیف احادیث

مصنف

مبشر شاہ

منتظم اعلیٰ: ختم نبوت فورم

کنز الایمان ریسرچ انسٹیٹیوٹ گوجرانوالہ

03247448814

فہرست

انتساب

میں اپنی اس کاوش کو غازی ملت ممتاز حسین عطاری قادری شہید رحمۃ اللہ علیہ کے نام منسوب کرتا ہوں آج میں اس کتاب کی آخری تحریر لکھ رہا تھا کہ وٹس ایپ پر ایک طالب علم کا میسج آیا کہ تحفظ ناموس رسالت ﷺ کے عظیم مجاہد ممتاز حسین قادری کو یزیدی صفت حکمرانوں نے تختہ دار پر لٹکا کر شہید کر دیا ہے انا للہ وانا الیہ راجعون ۔اللہ پاک غازی صاحب کے درجات کو بلند فرمائے اور ہم کو بھی غازی صاحب کی طرح ناموس رسالت مآب ﷺ میں کٹ مرنے کی توفیق مرحمت فرمائے، آمین

آغازِ سخن

عرصہ دس سال ہوئے کہ سوشل میڈیا پر راقم الحروف ختم نبوت کے محاذ پر تحفظ ناموس رسالت ﷺ کی جنگ لڑ رہا ہے ۔ابتداء میں فیس بک پر ایک دو مرزائیوں سے رابطہ ہوا اور ان سے ذاتی انبوکس میں مکالمات کا سلسلہ چلا اور ان قادیانیوں کو ہر موضوع سخن پر لاجوابی کا سامنا کرنا پڑا ۔رفتہ رفتہ ہم نے فیس بک پر اپنا ایک گروپ بنایا جس کا نام" قادیانی مناظرہ" رکھا۔گروپ کا بننا تھا کہ مناظروں کا سلسلہ کار وسیع ہو گیا اور پھر سکائیپ منظر عام پر آیا تو ہم نے قادیانی مربیوں سے سکائیپ پر مناظروں کا سلسلہ کار بڑھایا اور اس کو ریکارڈ کر کے اپ لوڈ کرتے رہے ۔پھر وٹس ایپ کی سہولت منظر عام پر آئی تو وٹس ایپ پر بھی ہم نے ایک گروپ بنام" آڈیو قادیانی مکالمہ" بنایا اور تاحال ان تمام جگہوں پر مناظرات کا سلسلہ جاری ہے ۔

ختم نبوت فورم کے نام سے ایک عظیم سوشل نٹ ورک قائم کیا گیا جس میں ختم نبوت کے عنوان پر ہزاروں موضوعات کو تحریر کیا گیا اور سینکڑوں کتب کو یونیکوڈ موڈ میں فورم کی زینت بنایا گیا اور یہ سلسلہ بھی تاحال جاری ہے ۔اس سارے سفر میں مجاھدین ختم نبوت کی ایک بہت بڑی تعداد سامنے آئی جو دن رات قادیانی شورش کا مقابلہ کر رہے ہیں ۔چونکہ میں نے اپنی زندگی کا ایک بہت بڑا حصہ قادیانی مربیوں سے مناظرے کرتے گزاری ہے تو ان مناظروں سے ہمیں بہت سے نئے اعتراضات کا علم ہوا ہے اور اسلام کے خلاف قادیانیت کے نت نئے حملوں سے آگہی حاصل ہوئی ہے ۔زیر نظر کتاب میرے مناظروں کی ایک کڑی ہے جس کو پڑھ کر آپ کو اندازہ ہوگا کہ قادیانی مربی امت مسلمہ کی بھولی بھالی عوام کو کیسے بہکاتے ہیں ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ

اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی جانب جھوٹ منسوب کرنے کا وبال

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا أَن تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَىٰ مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ ﴿٦﴾ الحجرات

اے ایمان والو اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو تحقیق کر لو کہ کہیں کسی قوم کو بے جانے ایذا نہ دے بیٹھو پھر اپنے کیے پر پچھتاتے رہ جاؤ (ترجمہ کنزالایمان)

جھوٹی حدیث گھڑنے اور جھوٹی بات کو اللہ کے پیارے نبی ﷺ کی جانب منسوب کرنے والے کے بارے میرے آقا ﷺ نے خود ارشاد فرمایا: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ جس نے میری جانب جان بوجھ کر جھوٹ کی نسبت کی اس کو چاہیے کہ اپنا ٹھکانہ جہنم بنا لے۔ (مسلم، بخاری، ترمذي، ابوداوود، ابن ماجہ، احمد)

آج کل دیکھنے اور سننے میں آیا ہے کہ کوئی سی بھی اچھی بات لکھ کر اس کے نیچے الحدیث لکھ دیا جاتا ہے اور پھر سوشل میڈیا پر وہ بات شتیر ہوتی چلی جاتی ہے، موبائل ایس ایم ایس کے ذریعے بھی یہ نہ ختم ہونے والا ایک سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ كفى بالمرء كذبا أن يحدث بكل ما سمع (صحیح مسلم) کسی انسان کے جھوٹا ہونے کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ ہر سنی سنائی بات کو آگے پیش کر دے

تو خلاصہ یہ ہے کہ ایسی کسی بات کو تسلیم نہیں کرنا چاہیے جب تک کوئی شخص اپنی بات کو قرآن کریم یا صحیح حدیث مبارک کے ریفرنس سے ثابت نہ کرے۔ یہ بات تو سب کو علم ہے کہ ضعیف روایات بھی ہوتی ہیں اور موضوع بھی۔ کسی بھی بات کو وحی یا شریعت سمجھ کر قبول نہیں کرنا چاہیے خواہ اس اچھی بات کے سامنے

(قرآن) یا (حدیث) ہی کیوں نہ لکھا ہو، جب تک اصل حوالہ نہ دیا جائے اور اگر وہ بات قرآن یا صحیحین کے علاوہ ہے تو پھر علماء اس کی جانچ پڑتال کے بعد بتائیں گے کہ یہ قول کس درجہ کا ہے اور صحت کے حوالے سے کیسا ہے

واضعین حدیث پر ایک تبصرہ

واضعین حدیث اور دشمنانِ دین متین نے سر توڑ کوشش کی کہ غلط اور جھوٹی روایات کی تاریکیوں میں صحیح حدیثوں کو چھپا دیں اس مقصد کے لئے ان بدبختوں نے کذب و وضع کا ایک پہاڑ کھڑا کر دیا لیکن شمع رسالت کے پروانوں نے اپنی تمام کوششیں صحیح حدیثوں کو غلط اور جھوٹی روایتوں سے ممتاز کرنے میں صرف کر دیں۔ علم الاسناد اور اسماء الرجال کی بنیاد ڈالی گئی۔ اصولِ حدیث مرتب کئے گئے راویوں کی جرح وتعدیل اور احادیث کی چھان بین کے لئے امت مسلمہ نے جو کچھ کیا (یا قدرت نے جو کچھ کروایا) وہ کسی سے مخفی نہیں جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ کذب و وضع کی مہیب تاریکیوں میں بھی رسول اکرم نورِ مجسم ﷺ کی نورانی ادائیں چمکتی رہیں۔ ''يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ'' اور احادیث صحیح غلط اور جھوٹی روایتوں سے ممتاز ہو گئیں۔ یہ بھی قرآن کریم کی دلیل صداقت اور حضور ﷺ کی شان اعجاز ہے کہ بیان قرآن اور سیرت پاک کو واضعین وظالمین کی طاغوتی طاقتیں نہ مٹا سکیں جس قادر مطلق علیم حکیم نے قرآن کریم کی حفاظت فرمائی اسی نے اپنی قدرت سے بیان قرآن کو محفوظ رکھا اور آئندہ بھی اسے محفوظ رکھے گا۔

مرزا قادیانی کی حدیث بیانی پر ایک نظر

حدیث کی اہمیت اور واضعین حدیث کے بارے جاننے کے بعد اب ہم آپ کو واضعین حدیث کے سرتاج جناب مرزا قادیانی کی حدیث بیانی پر کچھ عرض کرنا چاہتے ہیں تا کہ ہمارے قارئین کو علم ہو سکے کہ ہم جس موضوع پر لکھنے جا رہے ہیں وہ موضوع کتنی اہمیت کا حامل ہے۔

مرزا نے اپنی زندگی میں نوے کے قریب کتب تحریر کی ہیں۔ موصوف کا دعویٰ نبوت ہے لیکن جب ہم تحریرات مرزا پر غور کرتے ہیں تو جا بجا مغلظات، اغلاط الاملا، کذبات، دشنام ترازی بکھرے نظر آتے

ہیں۔ چونکہ ہمارا موضوع مرزا قادیانی کی موضوع اور ضعیف احادیث کا بیان کرنا ہے تو اس ضمن میں عرض ہے کہ مرزا قادیانی نے اپنی جمیع تحریرات میں جتنی بھی احادیث نبویہ ﷺ کو جمع کیا ہے سوائے چند احادیث کے یا تو وہ ضعیف ہیں یا موضوع اور منگھڑت ہیں۔

اس رسالہ میں ہم روحانی خزائن کی ابتدائی تین جلدوں کا جائزہ پیش کر رہے ہیں اور ان تین جلدوں میں جتنی بھی احادیث شامل کی گئی ہیں ان کی تحقیقات پیش کی گئی ہیں جلد نمبر 1 میں کل پانچ احادیث کو شامل کیا گیا ہے، جلد نمبر 2 میں کوئی بھی حدیث نہیں ہے جبکہ جلد نمبر 3 میں تقریبا پینسٹھ کے قریب احادیث کو شامل کیا گیا ہے، ان تمام بیان کردہ احادیث میں سے کچھ ایسی احادیث ہیں کہ جو من گھڑت ہیں جس کو اصطلاح محدثین میں موضوع کہا جاتا ہے، یا پھر ضعیف احادیث ہیں یا کمزور احادیث کو اپنے دعویٰ جات میں پیش کیا گیا ہے چند احادیث صحیح ہیں اور یہ وہ والی احادیث ہیں جن کا مرزا کے دعویٰ جات سے تعلق نہیں ہے، ہم بڑے وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے اپنے دعویٰ میں جو احادیث پیش کی ہیں یا تو وہ موضوع ہیں یا پھر ضعیف ہیں یا پھر وہ حدیث صحیح تو ہے مگر اس میں تحریف معنوی سے کام لیا گیا ہے اور اس کے عربی متن کا من گھڑت ترجمہ و تشریح کر کے واقعہ کو غلط رنگ دینے کی کوشش کی گئی ہے۔ آئیے اب ہم روحانی خزائن کی پہلی تین جلدوں کی احادیث پر روشنی ڈالتے ہیں۔

الحکمۃ ضالّۃ المؤمن

سکین کتاب نمبر 1

"الحکمۃ ضالّۃ المؤمن"۔ الخ (روحانی خزائن جلد 1 براہین احمدیہ حصہ چہارم: صفحہ 316)

یہ حدیث ضعیف ہے اور اس حدیث کا ایک راوی ابراہیم بن فضل ضعیف ہے اور اس کو محقق ناصر الدین البانی نے اپنی السلسلۃ الضعیفۃ میں ضعیف لکھا ہے۔

2687 حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ الوَلِيدِ الكِنْدِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الفَضْلِ، عَنْ سَعِيدٍ المَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الكَلِمَةُ الحِكْمَةُ ضَالَّةُ المُؤْمِنِ، فَحَيْثُ وَجَدَهَا فَهُوَ أَحَقُّ بِهَا« : »هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا

الوَجْهِ وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ الْفَضْلِ الْمَخْزُومِيُّ يُضَعَّفُ فِي الحَدِيثِ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ ۔ حكم الألباني ضعيف جدا

(سنن الترمذی، ابواب العلم، باب ماجاء فی فضل الفقہ علی العبادۃ، جلد 5 صفحہ 51 شرکۃ مکتبۃ ومطبعۃ مصطفی البابی الحلبی مصر)

یقتل عیسی الدجال عند باب لد الشرقی

"جیسا کہ مسلم کے نزدیک نواس بن سمعان کی حدیث میں ہے کہ یقتل عیسی الدجال عند باب لد الشرقی فبینھما ھم کذالک اذ اوحی اللہ تعالی الی عیسی بن مریم یعنی جب عیسیٰ دجال کو قتل کرے گا تو اس پر اللہ تعالیٰ وحی نازل کرے گا"۔

(روحانی خزائن جلد 3 ازالہ اوہام صفحہ 414)

صحیح مسلم میں اس متن کی کوئی حدیث نہیں ہے۔ درحقیقت مرزا قادیانی اپنی جھوٹی اور منگھڑت نبوت کو ثابت کرنے کے لیے اپنی پنجابی کے الفاظ کو عربی سانچہ میں ڈال کر کسی حدیث کی کتاب یا کسی محدث کی جانب منسوب کرتے ہیں اور اس قسم حرکات ہمیں مرزا کی تحاریر میں جا بجا ملتی ہیں۔ مخبر صادق نبی غیب داں خاتم النبیین ﷺ نے ایسی جھوٹی احادیث گھڑنے والوں کے بارے پہلے ہی خبردار کر دیا تھا۔

"عن أبي ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم: یکونُ فی آخرِ الزمان دجّالُونَ کَذَّابُونَ یأْتُوْنَکُمْ مِنَ الأَحادیث ما لم یَسمَعُوْا أنتُمْ ولا آبائکم فایاکُمْ لا یضِلُّوْنَکُمْ ولا یفتِنُوْنَکُمْ" (رواہ مسلم)

ترجمہ: "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: آخری زمانہ میں ایسے ایسے دجال اور کذاب ہوں گے جو تمہیں ایسی ایسی باتیں سنائیں گے جو نہ تم نے کبھی سنی ہوں گی نہ تمہارے باپ دادا نے۔ پس ان سے بچو، ایسا نہ ہو کہ تمہیں گمراہ کر دیں یا فتنہ میں ڈال دیں"۔

من شذ شذ في النار

سکین کتاب نمبر 2

"بلکہ وہ بموجب حدیث مَن شذَّ شُذَّ فِي النارِ ضرور مہدی کی بیعت کریں گے"۔

(روحانی خزائن جلد3 ازالہ اوہام: صفحہ 413)

یہ حدیث سخت ضعیف ہے۔ حدیث کے الفاظ کچھ یوں ہیں: إن الله لا يجمع أمتي أو قال : أمة محمد على ضلالة و يد الله مع الجماعة . ومن شذ شذ إلى النار

(العلل الكبير الصفحه أو الرقم : 324)

اس روایت میں ایک راوی سلمان المدنی منکر الحدیث ہے اور منکر الحدیث سے مروی حدیث اصطلاح محدثین میں ضعیف ہوتی ہے۔

مُتَوَفِّيكَ مُمِيتُكَ

سکین کتاب نمبر 3

"یہ بھی واضح رہے کہ اس طرز کو امام بخاری نے اختیار کر کے صرف اپنا ہی مذہب ظاہر نہیں کیا بلکہ یہ بھی ظاہر کر دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت فلمّا توفّیتنی کے یہی معنی سمجھتے تھے تب ہی تو انہیں الفاظ فلمّا توفّیتنی کو بغیر کسی تبدیل وتغییر کے اپنی نسبت استعمال کر لیا۔ پھر امام صاحب نے اسی مقام میں ایک اور کمال کیا ہے کہ اس معنی کے زیادہ پختہ کرنے کے لئے اسی صفحہ ۶۶۵ میں آیت یاعیسٰی انی متوفیک کے بحوالہ ابن عباس کے اسی کے مطابق تفسیر کی ہے۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں وقال ابن عباس متوفّیک مُمیتک (دیکھو وہی صفحہ ۶۶۵ بخاری) یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ یہ جو آیت قرآن کریم ہے کہ یاعیسٰی انّی متوفّیک اس کے یہ معنے ہیں کہ اے عیسےٰ میں تجھے وفات دوں گا۔ سو امام بخاری صاحب ابن عباس کا قول بطور تائید کے لائے ہیں تا معلوم ہو کہ صحابہ کا بھی یہی مذہب تھا کہ مسیح ابن مریم فوت ہو گیا ہے۔ اور پھر امام بخاری نے ایک اور کمال کیا ہے کہ اپنی صحیح کے صفحہ ۵۳۱ میں مناقب ابن عباس میں لکھا ہے کہ خود ابن عباس سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو اپنے سینہ سے لگایا اور دعا کی کہ یا الٰہی اس کو حکمت بخش اس کو علم قرآن بخش چونکہ دعا نبی کریم کی مستجاب ہے اس لئے ابن عباس کا یہ بیان کہ

توفّی عیسٰی جو قرآن کریم میں آیا ہے اماتت عیسٰی اس سے مراد ہے یعنی عیسیٰ کی ا۔وفات دینا۔ یہ معنی آیت کریمہ کے جو ابن عباس نے کئے ہیں اس وجہ سے بھی قابل قبول ہیں کہ ابن عباس کے حق میں علم قرآن کی دعا مستجاب ہو چکی ہے۔ پھر امام بخاری نے اسی آیت فلمّا توفّیتنی کو کتاب الانبیاء صفحہ ۴۷۳ اور پھر صفحہ ۴۹۰ میں انہیں معنوں کے ظاہر کرنے کی غرض سے ذکر کیا ہے اور ظاہر کیا ہے کہ اس قصہ کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مسیح ابن مریم سے ایک مشابہت ہے"۔

(روحانی خزائن جلد3 ازالہ اوہام: صفحہ 587)

اس عبارت میں مرزا قادیانی نے کئی جھوٹ بولے ہیں:

اول

متوفیک کی تشریح ممیتک سے کرنا ابن عباس کی اپنی رائے ہے اور رائے میں خطا ہو سکتی ہے حالانکہ دنیائے اسلام کی سینکڑوں کی تعداد میں تفاسیر لکھی گئی ہیں جمیع مفسرین کا اس پر اجماع ہے کہ متوفیک کا مطلب ممیتک نہیں ہے۔

دوم

مرزا قادیانی بہت ہشیاری سے ابن عباسؓ کی اس رائے کو امام بخاریؒ کا مذہب ثابت کر رہا ہے حالانکہ امام بخاریؒ حیات عیسیٰ علیہ السلام کے قائل تھے جس کو امام بخاریؒ کی مصنفات کا مطالعہ کرنے کے بعد دیکھا جا سکتا ہے۔ اس ضمن میں مختصراً عرض ہے کہ:

۱ "عن عبدالله بن سلام قال يدفن عيسىٰ بن مريم مع رسول الله وصاحبيه فيكون قبره رابعاً"

(اخرجہ البخاری فی تاریخہ درمنثور ج۲ ص ۲۴۵ الاشاعۃ لاشراط الساعۃ البرزنجی ص ۳۰۵)

"امام بخاریؒ نے اپنی کتاب تاریخ میں حضرت عبداللہ بن سلامؓ صحابی سے ایک روایت درج کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بیٹے مریم کے رسول کریم ﷺ اور آپ ﷺ کے دونوں صحابی (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ) کے ہمراہ دفن کئے جائیں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر (حجرہ مبارکہ میں) چوتھی قبر ہوگی"۔

کس قدر صاف فیصلہ ہے۔ اگر امام بخاری حیات عیسیٰ علیہ السلام کے قائل نہ ہوتے تو وہ نعوذ باللہ ایسی "مشرکانہ" روایت کو اپنی تاریخ میں درج کر سکتے تھے؟

۲ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ مرفوع حدیث روایت کی ہے۔

"قال رسول اللہ ﷺ والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم"

(الحدیث بخاری ج ا ص ۴۹۰، باب نزول عیسیٰ علیہ السلام)

اس حدیث میں صاف صاف الفاظ میں حضرت ابن مریم علیہ السلام کے نازل ہونے کا اعلان ہے۔

۳ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرفوع حدیث روایت کی ہے جو یہ ہے۔

"کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم وامامکم منکم"

اس میں حضرت مسیح ابن مریم کے نازل ہونے کا اعلان کیا جا رہا ہے۔ یہ دونوں حدیثیں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس طریقہ سے ذکر کی ہیں کہ قادیانی جیسے محرفین کا ناطقہ بند کرنے میں کمال کر دیا ہے۔ امام موصوف نے بخاری شریف میں کتاب الانبیاء کی ذیل میں بہت سے انبیاء علیہم السلام کا ذکر کیا ہے۔ اسی ذیل میں انہوں نے حضرت عیسیٰ ابن مریم کے حالات بھی لکھے ہیں۔ انہیں کے حالات لکھتے لکھتے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ دونوں مرفوع حدیثیں روایت کی ہیں۔ جن میں حضرت عیسیٰ ابن مریم کے نازل ہونے کا ذکر ہے۔ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام امام بخاری کے نزدیک فوت شدہ ہوتے تو وہ ان کے نزول کی حدیثوں کو کس طرح اپنی صحیح میں درج کرتے اور پھر لطف یہ کہ تمام حالات اسی ابن مریم کے لکھے ہیں۔ جو قرآن کریم میں مذکور ہے۔ پھر کس طرح ان دونوں حدیثوں میں بیان کردہ ابن مریم سے مراد غلام احمد ابن چراغ بی بی قادیانی لیا جا سکتا ہے؟

سوم

سب سے بڑا جھوٹ یہ بولا کہ آنحضرت ﷺ کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ہو چکی ہے (معاذ اللہ) میرے آقا ﷺ کی کسی حدیث سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا انتقال ہو چکا ہے اگر کوئی ایسی حدیث ہے تو موجودہ دور کے قادیانی مربی کوئی ایک حدیث ہمارے سامنے

لائیں۔ قیامت تو آ سکتی ہے مگر کوئی ایک حدیث بھی ایسی سامنے نہیں لا سکتے جس میں وفات مسیح کی تصریح کی گئی ہو۔

چہارم

مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ امام بخاری نے اس معنیٰ کو پختہ کرنے کے لیے آیت یا عیسیٰ انی متوفیک کے بحوالہ ابن عباس تفسیر کی ہے، یہ بھی سرسر غلط ہے فریب کاری ہے ہم پہلے عرض کر چکے ہیں کہ یہ ممیتک معنیٰ بیان کرنا ابن عباس کی اپنی رائے ہے اور رائے میں خطا ہونا کوئی بعید نہیں ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ امام بخاری کا ذکر کرنا خود کلام سے خالی نہیں ہے۔ جس کو آپ کتاب "مختصر صحیح الامام البخاری" میں دیکھ سکتے ہیں:

وقَالَ ابنُ عباسٍ: {مُتَوَفِّيكَ}: مُمِيتُكَ.

من طريق علي عن ابن عباس. قلت: وإسناده منقطع وضعيف ـ حدثني معاوية عن علي عنه. وهذا سند ضعيف

(مُخْتَصَر صَحِيحُ الإِمَامِ البُخَارِي، جلد 3 صفحه 166 مكتَبة المَعارف للنَّشر والتوزيع. الرياض)

مصنف وضاحت فرما رہے ہیں کہ اس کی سند منقطع وضعیف ہے۔ چار بڑے بڑے جھوٹ بول کر مرزا قادیانی صرف اپنی جھوٹی نبوت کو ثابت کرنے کے درپے ہے۔

پاکٹ بک کے مصنف کی قلابازی

مرزا غلام قادیانی تفسیر ابن عباس سے اپنے باطل عقیدہ کو پختہ کرنے کی ناکام کوشش کر رہے ہیں جبکہ مرزا جی کے ایک نام نہاد امتی ملک عبدالرحمٰن اپنی کتاب پاکٹ بک میں تفسیر ابن عباس کو غیر معتبر قرار دے کر اپنی منہ بولے نبی کی خوابوں کی عمارت کو زمین بوس کر دیا ہے، ملاحظہ فرمائیں:

"نوٹ: بعض غیر احمدی مولوی تفسیر ابن عباس کے حوالہ سے کہدیا کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ تو حیات مسیح کے قائل تھے اور وہ آیت يَا عِيسَىٰ إِنِّي مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ (آل عمران 55) میں تقدیم تاخیر کے قائل تھے۔ تو اس کے جواب میں یاد رکھنا چاہیے کہ ہم نے حضرت ابن عباس کا جو مذہب پیش کیا ہے وہ اصح الکتب بعد کتاب اللہ یعنی صحیح بخاری میں درج ہے جس کی

صحت اور اصالت میں کوئی شبہ نہیں ہوسکتا مگر وہ مختلف اقوال جو دوسری تفاسیر یا تفسیر ابن عباس کے نام سے مشہور کتاب میں درج ہیں وہ قابل استناد نہیں کیونکہ ان تمام تفاسیر کے متعلق محققین کی رائے ہے کہ وہ جعلی اور جھوٹی تفسیریں ہیں جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کر دی گئی ہیں چنانچہ لکھا ہے :۔و من جملة التفاسیر التی لا یوثق بها تفسیر ابن عباس فانه مروی من طریق الکذابین۔(فوائد المجموعہ فی الاحادیث الموضوعہ مصنفہ علامہ شوکانی ص 111 و مطبوعہ در مطبع محمدی لاہور 1303ھ صفحہ 104) یعنی ناقابل اعتبار اور غیر معتبر تفسیروں میں سے ایک تفسیر ابن عباس بھی ہے کیونکہ وہ کذاب راویوں سے مروی ہے۔

حضرت امام سیوطی فرماتے ہیں :هذه التفاسیر الطوال التی اسندوها الی ابن عباس غیر مرضیة و رواتها مجاهیل (تفسیر اتقان جلد ص 188) یہ لمبی لمبی تفسیریں جن کو مفسرین نے ابن عباس کی طرف منسوب کیا ہے ناپسندیدہ اور ان کے راوی غیر معتبر ہیں (خادم)" (پاکٹ بک صفحہ 183، 184)

ہمارے خیال میں پاکٹ بک کے مصنف نے اپنے پنجابی نبی مرزا قادیانی صاحب کو لاجواب کرنے میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی۔امید ہے موجودہ قادیانی اس تحقیق کو مدنظر رکھیں گے اور آئندہ کبھی بھی ابن عباس رضی اللہ عنہ کی جانب اس باطل عقیدہ کو منسوب نہیں کریں گے۔

سکین کتاب نمبر 4

ما من مولود یولد الا والشیطن یمسّهٗ

"اور منجملہ افادات امام بخاری کے یہ ہے کہ انہوں نے اس حدیث کو جو صحیح بخاری کے صفحہ ۶۵۲ اور ۴۶۴ میں ہے یعنی حدیث ما من مولود یولد الا والشیطن یمسّهٗ حین یولد الامریم وابنها اور حدیث باصبعیه ...غیر عیسٰی کو متعارض حدیثوں کے ساتھ ذکر کر کے اس بات کی طرف توجہ دلائی ہے کہ ابن مریم سے مراد ہر یک وہ شخص ہے جو اس کی صفت اور رنگ میں ہو"۔(روحانی خزائن جلد 3 ازالہ اوہام صفحہ 593، 592)

مرزا قادیانی نے بخاری شریف کی جس حدیث کے الفاظ لکھے ہیں اس حدیث کا نقشہ ہی بگاڑ کر رکھ دیا

ہے یہ حدیث کم، چوں چوں کا مربہ زیادہ لگ رہا ہے متن حدیث دیکھیں اور مرزا قادیانی کی بیان کردہ حدیث سے موازنہ کریں آپ کو اندازہ ہو جائے گا کہ مرزا قادیانی کیسے فریب کاری کیا کرتے تھے۔

حدیث کے درست الفاظ یہ ہیں:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا مِنْ مَوْلُودٍ يُولَدُ إِلَّا وَالشَّيْطَانُ يَمَسُّهُ حِينَ يُولَدُ، فَيَسْتَهِلُّ صَارِخًا مِنْ مَسِّ الشَّيْطَانِ إِيَّاهُ، إِلَّا مَرْيَمَ وَابْنَهَا (صحیح البخاری صفحہ 1115 دار ابن کثیر بیروت)

مرزا نے جو حدیث بیان کی ہے اس میں اصل حدیث کا پورا جملہ ہی غائب کر دیا گیا ہے "فَيَسْتَهِلُّ صَارِخًا مِنْ مَسِّ الشَّيْطَانِ إِيَّاهُ"۔الامان والحفیظ دجل وفریب کی بھی کوئی حد ہوتی ہے لیکن مرزا قادیانی کی تصانیف وتحاریر کو دیکھ کر لگتا ہے کہ مرزا قادیانی جھوٹ بولنے میں کسی بھی حد تک جاسکتا ہے۔

سکین کتاب نمبر 5

لایاتی مأۃ سنة وعلی الارض نفس منفوسة

"پھر دوسری حدیث صحیح مسلم کی یہ ہے وعن ابی سعید عن النبی صلی الله علیه وسلم لایاتی ماءة سنة وعلی الارض نفس منفوسة رواه مسلم یعنی ابوسعید سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں آوے گی سو برس اس حال میں کہ زمین پر کوئی شخص بھی آج کے لوگوں میں سے زندہ موجود ہو۔ اب ان دونوں حدیثوں کی رو سے جن میں سے ایک میں ہمارے سید و مولیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم بھی کھائی ہے اگر ہم تکلفات سے تاویلیں نہ کریں تو صاف طور پر ثابت ہوتا ہے کہ جساسہ والا دجال بھی ابن صیاد کی طرح فوت ہو گیا ہے"۔(روحانی خزائن جلد 3 ازالہ اوہام: صفحہ 358)

اس حدیث کو بیان کرنے میں مرزا قادیانی نے جھوٹ سے کام لیا ہے کیوں کہ مکمل حدیث کے الفاظ کچھ اس طرح ہیں:

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، قَالَ: لَمَّا رَجَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ تَبُوكَ، سَأَلُوهُ

عَنِ السَّاعَةِ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَأْتِي مِائَةُ سَنَةٍ. وَعَلَى الْأَرْضِ نَفْسٌ مَنْفُوسَةٌ الْيَوْمَ

(صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ رضی اللہ عنھم، باب قولہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا یاتی ماۃ سنۃ، جلد 4 صفحہ 1967 دار احیاء التراث العربی بیروت)

اس حدیث میں "الیوم" کا لفظ بڑی اہمیت کا حامل ہے کیونکہ اگر اس لفظ کو جملہ میں شامل نہ کیا جائے تو ترجمہ و مفہوم کی وضاحت نہیں ہوتی اس کو تحریف باللفظ کہنا زیادہ بہتر ہوگا کیوں کہ مرزا قادیانی نے حدیث کا جو ترجمہ کیا ہے اس میں" آج کے لوگوں میں سے" الیوم کا ہی ترجمہ ہے اگر مرزا قادیانی ترجمہ الیوم کا کر رہا ہے تو متن حدیث میں الیوم کے لفظ کو ذکر کیوں نہیں کیا گیا؟ یہ حدیث میں تحریف لفظی ہے۔

ما بین خلق اٰدم الیٰ قیام الساعۃ امر خلق

سکین کتاب نمبر 6

"مسلم کی حدیث میں ہے وعن عمران بن حصین قال سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول ما بین خلق اٰدم الیٰ قیام الساعۃ امر اکبر من الدجّال یعنی عمران ابن حصین سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پیدائش آدم سے قیامت تک کوئی امر فتنہ اور ابتلاء کے رو سے دجّال کے وجود سے بڑھ کر نہیں ۔اب اوّل تو یاد رکھنا چاہیئے کہ لغت میں دجّال جھوٹوں کے گروہ کو کہتے ہیں جو باطل کو حق کے ساتھ مخلوط کر دیتے ہیں اور خلق اللہ کے گمراہ کرنے کے لئے مکر اور تلبیس کو کام میں لاتے ہیں ۔اب میں دعویٰ کے ساتھ کہتا ہوں کہ مطابق منشاء مسلم کی حدیث کے جو ابھی میں بیان کر آیا ہوں اگر ہم حضرت آدم کی پیدائش سے آج تک بذریعہ ان تمام تحریری وسائل کے جو ہمیں ملے ہیں دنیا کے تمام ایسے لوگوں کی حالت پر نظر ڈالیں جنہوں نے دجالیت کا اپنے ذمہ کام لیا تھا تو اس زمانہ کے پادریوں کی دجّالیت کی نظیر ہرگز ہم کو نہیں ملے گی"۔ (روحانی خزائن جلد 3 إزالہ اوھام: صفحہ 362)

مسلم شریف کی جس حدیث کے طرف مرزا قادیانی نے اشارہ کیا ہے اس حدیث میں اصل الفاظ

"خلق اکبر" تھے مگر مرزا قادیانی نے "خلق" کی جگہ "امر" لگا کر حدیث کے اندر تحریف لغوی و معنوی کا ارتکاب کیا۔ اس جگہ بھی مرزا قادیانی کا الفاظ کی تبدیلی کرنے کے پیچھے ایک بہت بڑا راز پوشیدہ ہے وہ یہ کہ مرزا قادیانی کے نذدیک دجال سے مراد عیسائی اقوام ہیں اور عیسائیوں کے علوم و فنون ہیں ۔اب اگر خلق کا لفظ حدیث میں رہتا تو مرزا قادیانی کی مراد و منشاء پوری نہیں ہوتی تھی مرزا نے اپنے منگھڑت عقیدہ کو ثابت کرنے کے لیے خلق کی جگہ امر کے لفظ کا اضافہ کر دیا تا کہ مرزا قادیانی کا عقیدہ ثابت ہو سکے۔ اسی وجہ سے مرزا قادیانی نے اس حدیث کی تشریح میں یہ جو کہا ہے کہ" اوّل تو یاد رکھنا چاہیئے کہ لغت میں دجّال جھوٹوں کے گروہ کو کہتے ہیں" اس سے آپ باخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ مرزا قادیانی اپنے باطل عقائد کو کس طرح ثابت کیا کرتا تھا۔

مکمل حدیث کے الفاظ کچھ اس طرح سے ہیں:

مَا بَيْنَ خَلْقِ آدَمَ إِلَى قِيَامِ السَّاعَةِ خَلْقٌ أَكْبَرُ مِنَ الدَّجَّالِ

(صحیح مسلم جلد 4 صفحہ 2266 دار احیاء التراث العربی بیروت)

لیت موسٰی سکت حتیٰ یقص اللّٰہ علینا

سکین کتاب نمبر 7

"سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بے صبری کو خبردار حجت نہ پکڑنا! اور ہرگز حجت نہ پکڑنا۔ کیونکہ سید ولد آدم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ لیت موسٰی سکت حتیٰ یقص اللّٰہ علینا۔"

(روحانی خزائن جلد 3 إزالہ اوھام: صفحہ 628)

مرزا غلام قادیانی نے یہاں بھی دجل و فریب دینے کی ناکام کوشش کی ہے حدیث شریف میں الفاظ کچھ اور ہیں اور ان کا ترجمہ و مفہوم بھی کچھ اور ہے مگر مرزا قادیانی نے گھر بیٹھ کر اپنا شیطانی عقیدہ بنایا اور اس کو عربی سانچے میں ڈھال کر حدیث کا لیبل لگا دیا (معاذ اللہ)

حدیث شریف کے الفاظ ہمیں بتاتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام نے صبر سے کام لیا اور اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کا قصہ ہم کو بیان کر دیا۔ لیکن مرزا قادیانی نے اس کے ترجمہ مفہوم کو ہی بدل کر رکھ دیا اور اپنے پاس سے جڑ دیا کہ" کاش موسیٰ خاموش رہتے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ہمیں قصہ بیان کر دیتا" بقول مرزا قادیانی معاذ اللہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خاموشی اختیار نہیں کی اور بے صبری سے کام لیا۔ حالانکہ ایسا

بالکل نہیں ہے یہ مرزا قادیانی نے صریح جھوٹ بولا ہے۔

حدیث شریف کے درست الفاظ اس طرح ہیں:

أَنَّ مُوسَى كَانَ صَبَرَ حَتَّى يَقُصَّ اللَّهُ عَلَيْنَا مِنْ خَبَرِهِمَا (صحیح البخاری جلد 6 صفحہ 88 دارطوق النجاۃ)

لوکان الایمان معلّقًا عند الثریا

سکین کتاب نمبر 8

"یہ وہی زمانہ ہے جس کی طرف ایک حدیث میں یہ اشارہ ہے لوکان الایمان معلّقًا عند الثریا لناله' رجل من فارس"۔(روحانی خزائن جلد 3 اِزالہ اوھام: صفحہ 455)

مرزا قادیانی نفسیاتی مریض تھا اور اسی مرض نے مرزا قادیانی کی عقل پر پردہ ڈال رکھا تھا ساری دنیا جانتی ہے کہ مرزا قادیانی مغل تھا اور ہندوستان کا پیدائشی تھا لیکن مرزا قادیانی نے جب امام مہدی کے بارے سنا کہ وہ فاطمی ہوگا تو مرزا نے اعلان کر دیا کہ میں فاطمی بھی ہوں، مرزا نے سنا کہ امام اعظم ابو حنیفہ کے بارے ایک حدیث کو علماء نے کثرت سے ذکر کیا ہے اور حدیث میں فارسی ہونا کہا گیا ہے تو مرزا نے اعلان کر دیا کہ میں فارسی النسل بھی ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ اس جگہ پر مرزا قادیانی نے جو حدیث لکھی ہے وہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ نہیں ہے بلکہ الفاظ کچھ اور ہیں، جھوٹ ایک ایسی بیماری ہے جو اس بیماری کا شکار ہو جاتا ہے وہ جھوٹ بولے بغیر نہیں رہ سکتا اب آپ حدیث کے الفاظ بھی پڑھیں اور مرزا کی بیان کردہ حدیث کو بھی دیکھیں آپ کو فرق واضح ہو جائے گا۔

لَوْ كَانَ الْإِيمَانُ مُعَلَّقًا بِالثُّرَيَّا لَنَالَهُ نَاسٌ مِنْ أَهْلِ فَارِسَ

(مسند ابی یعلٰی الموصلی جلد 1 صفحہ 23 دارالمامون للتراث دمشق)

لامھدی الاعیسی

سکین کتاب نمبر 9

"ابن ماجہ اور حاکم نے بھی اپنی صحیح میں لکھا ہے کہ لامھدی الّا عیسیٰ یعنی بجز عیسیٰ کے اس وقت کوئی مہدی نہ ہوگا۔" (روحانی خزائن جلد 3 اِزالہ اوھام: صفحہ 379)

مرزا قادیانی نے یہ حدیث بہت سے مقامات پر ذکر کی ہے اور یہ حدیث کئی اعتبار سے ضعیف ہے اس

کی ہم ایک دفعہ ہی مفصل بحث کیے دیتے ہیں تا کہ جہاں کہیں بھی یہ حدیث ذکر کی جائے کفایت کرے۔

اس حدیث کو ابن ماجہ نے اپنی سنن میں ذکر کیا ہے اس کو درج ذیل آئمہ حدیث نے ضعیف قرار دیا ہے۔

الْبَيْهَقِيُّ وَالْحَاكِمُ و ابن تيمية في منهاج السنة (256/8) وابن القيم في المنار المنيف (ص 148) .وقال الذهبي في "ميزان الاعتدال" (535/3) : هو خبر منكر وقال القاري في "مرقاة المفاتيح" (183/10) : ضعيف باتفاق المحدثين وذكره الشوكاني في "الفوائد المجموعة" (127) وقال : قال الصغاني : موضوع وقال الألباني في "سلسلة الأحاديث الضعيفة" (77) : منكر ضعيف: رواه ابن ماجة (4039) والحاكم (8363) من حديث أنس بن مالك، وضعفه البيهقي والحاكم، وفيه: أبان بن صالح وهو متروك الحديث تحفة الأحوذي (6/13). والحديث مداره على: محمد بن خالد الجندي، قال الذهبي، قال الأزدي: منكر الحديث، وقال الحاكم: مجهول، وقال الحافظ في التقريب: مجهول، والحديث ضعفه ابن تيمية في منهاج السنة والألباني في الضعيفة (154/1).

روایت "لا المھدی الاعیسیٰ" اور مرزا قادیانی (از افادات عبیداللہ)

مرزا قادیانی کی تحریرات کا مطالعہ کرنے سے یہ بات روزِ روشن کی طرح ثابت ہو جاتی ہے کہ وہ ان روایت سے جان چھڑانے کے لئے کوشاں رہتا تھا جن کے اندر ایک خاص شخصیت "مہدی" کے ظاہر ہونے کا بیان ہے، اور اس نے بار بار لکھا کہ ان روایات میں سے جن کے اندر مہدی کا ذکر ہے ایک بھی صحیح نہیں اور اسی وجہ سے امام بخاری و مسلم رحمتہ اللہ علیھم نے ایسی کوئی روایت اپنی کتابوں میں ذکر نہیں کی، لیکن دوسری طرف مرزا قادیانی کی یہ بھی ضد ہے کہ اسے "مہدی معہود" تسلیم کیا جاتے۔ آج بھی

جماعت مرزائیہ مرزا قادیانی کو" مسیح موعود و مہدی معہود" کے الفاظ کے ساتھ یاد کرتی ہے، ایک عام آدمی کے ذہن میں یہ سوال اٹھتا ہے کہ آخر مرزا نے یہ" مہدی" کا تصور کہاں سے لیا؟ اسے کیسے علم ہوا کہ کسی" مہدی" نے آنا ہے؟ کیا مرزا نے یہ بات ضعیف اور مجروح روایات سے لی؟ اس سوال کا جواب تو مرزا کا کوئی پیروکار ہی دے سکتا ہے۔

لیکن ہم مرزا قادیانی کی کتابوں کا مطالعہ کرنے کے بعد اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ جب مرزا کے دل میں "مسیح" کے ساتھ" مہدی" بننے کا خیال بھی آیا تو اس نے ان تمام روایات میں سے جنہیں وہ" مجروح و مخدوش اور ضعیف" لکھ چکا تھا ایک روایت ایسی تلاش کی جو اس کے مطابق" بہت صحیح" تھی لیکن نہ مرزا قادیانی نے اور نہ ہی اس کی جماعت مرزائیہ نے کبھی یہ سوچا کہ بالفرض اگر یہ روایت صحیح بھی ہو تو اس روایت میں بھی حضرت مریم علیہا السلام کے بیٹے عیسیٰ علیہ اسلام کا ذکر ہے، اس روایت میں صراحتاً تو کیا اشارتاً بھی کوئی ذکر نہیں کہ" غلام احمد بن حکیم غلام مرتضیٰ و مسماۃ چراغ بی بی" مہدی ہے، آئیے ہم مختصر طور پر اس روایت کا جائزہ لیتے ہیں کیونکہ مرزا قادیانی کو" امام مہدی" ثابت کرنے کے لئے یہ روایت بڑے زور وشور کے ساتھ پیش کی جاتی ہے۔

سنن ابن ماجہ میں ایک روایت مذکور ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:۔

" حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِدْرِيسَ الشَّافِعِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ الْجَنَدِيُّ، عَنْ أَبَانَ بْنِ صَالِحٍ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: »لَا يَزْدَادُ الْأَمْرُ إِلَّا شِدَّةً، وَلَا الدُّنْيَا إِلَّا إِدْبَارًا، وَلَا النَّاسُ إِلَّا شُحًّا، وَلَا تَقُومُ السَّاعَةُ إِلَّا عَلَى شِرَارِ النَّاسِ، وَلَا الْمَهْدِيُّ إِلَّا عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ "

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: معاملہ میں شدت بڑھتی جائے گی اور دنیا میں ادبار (افلاس اور اخلاق رذیلہ) بڑھتا ہی جائے گا، لوگ بخیل سے بخیل تر ہوتے جائیں گے اور قیامت انسانیت کے بدترین افراد پر قائم ہوگی، مہدی نہیں ہونگے مگر مریم کے بیٹے عیسیٰ (علیہ اسلام)۔ (سنن ابن ماجہ، حدیث:4039)

یہ روایت سنن ابن ماجہ کے علاوہ دوسری کتابوں میں بھی ملتی ہے لیکن چونکہ تمام کتابوں میں اس کی سند" محمد بن ادریس الشافعی" سے آگے ایک ہی ہے اس لئے ہم صرف سنن ابن ماجہ کی روایت پر ہی بات کریں گے۔

مرزا قادیانی کا اقرار کے اس روایت کو محدثین نے ضعیف کہا ہے

اس سے پہلے کہ ہم اس روایت اور اس کی سند پر محدثین اور ایمہ کی جرح و تعدیل کے اقوال پیش کریں، یہ بتانا ضروری ہے کہ فریق مخالف یعنی مرزا قادیانی کو بھی یہ تسلیم ہے کہ اس روایت کی صحت کے بارے میں محدثین نے کلام کیا ہے، صرف دو حوالے ملاحظ فرمائیں۔

مرزا قادیانی کے ایک مرید" محمد منظور الہی" نے مرزا قادیانی کی باتوں کو (جسے ملفوظات کا نام دیا جاتا ہے)" المہدی" کے نام سے سلسلہ شائع کرنا شروع کیا تھا، اس سلسلے کے پہلے شمارے میں مرزا کی یہ بات نقل کرتا ہے کہ:۔

جیسے مثلاً" لامھدی الا عیسیٰ والی حدیث۔ گو محدثین اس پر کلام کرتے ہیں۔ لیکن مجھ پر خدا تعالیٰ نے یہ ظاہر کیا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے" (المہدی، صفحہ 36 مرتبہ محمد منظور الہی، شائع کردہ انجمن اشاعت اسلام لاہور)

یعنی مرزا قادیانی خود اعتراف کرتا ہے کہ اس روایت کی صحت پر محدثین نے کلام کیا ہے اور چونکہ مرزا کے پاس ان محدثین کی بات کا کوئی جواب نہیں تھا اس لئے اس نے وہی پرانا ہتھیار کیا کہ مجھے میرے خدا نے بتایا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ (جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے)

اسی طرح ایک جگہ مرزا قادیانی نے اپنی کتاب ازالہ اوہام میں نواب صدیق حسن خان بھوپالی کی کتاب" حج الکرامۃ فی آثار القیامۃ" کے حوالے لکھا ہے کہ:۔

" پھر صفحہ 385 میں لکھتے ہیں کہ ابن ماجہ نے انس سے یہ حدیث لکھی ہے جس کو حاکم نے بھی مستدرک میں بیان کیا ہے کہ" لامھدی الا عیسیٰ بن مریم" یعنی عیسیٰ بن مریم کے سوال اور کوئی مہدی موعود نہیں پھر لکھتے ہیں کہ یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ مہدی کا آنا بہت سی حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے۔ میں (یعنی

مرزا قادیانی: ناقل) کہتا ہوں کہ مہدی کی خبریں ضعف سے خای نہیں ہیں اسی وجہ سے امامین حدیث (یعنی بخاری و مسلم رحمتہ اللہ علیہ: ناقل) نے ان کو نہیں لیا۔ اور ابن ماجہ اور مستدرک کی حدیث ابھی معلوم ہو چکی ہے کہ عیسیٰ ہی مہدی ہے۔ لیکن ممکن نہیں کہ ہم اس طرح پر تطبیق کر دیں کہ جو شخص عیسیٰ کے نام سے آنے والا احادیث میں لکھا گیا ہے اپنے وقت کا وہی مہدی اور وہ وہی امام ہے اور ممکن ہے کہ اس کے بعد کوئی اور مہدی بھی آوے اور یہی مذہب حضرت اسمٰعیل بخاری کا بھی ہے (یعنی امام بخاری، مرزا کو یہ بھی معلوم نہیں کہ امام بخاری کا نام اسمٰعیل نہیں بلکہ محمد بن اسمٰعیل بخاری ہے۔ ناقل) کیونکہ ان کا اگر بجز اس کے کوئی اور اعتقاد ہوتا تو ضرور وہ اپنی حدیث میں ظاہر فرماتے۔۔۔"

(خزائن جلد 3 صفحہ 406)

ہمارا مقصد یہ حوالہ پیش کرنے کا صرف اتنا تھا کہ مرزا قادیانی نے نواب صدیق حسن خان بھوپالی کے حوالے سے لکھا ہے کہ حدیث "لا مھدی الا عیسیٰ" ضعیف ہے، اور اس پر مرزا نے نواب صاحب سے اختلاف نہیں کیا بلکہ خود یہ لکھ کر کہ "مہدی کی خبرین ضعف سے خالی نہیں" اس حدیث کو ضعیف تسلیم کیا ہے۔ لیکن چونکہ یہاں بھی مرزا نے فریب دینے کی کوشش کی ہے اس لئے ہم مختصر تبصرہ کر کے آگے چلیں گے۔

پہلی بات یہ کہ نواب صدیق حسن خان بھوپالی نے "حجج الکرامۃ فی آثار القیامۃ" کے صفحہ 385 پر اس روایت کے ضعیف ہونے کی وجہ بھی لکھی ہے جو مرزا نے ذکر نہیں کی، پھر مرزا نے "لامھدی الا عیسیٰ" کے اردو ترجمہ میں اپنی طرف سے لکھا "یعنی عیسیٰ ابن مریم کے سوا اور کوئی مہدی موعود نہیں" جبکہ روایت کے الفاظ میں "موعود" کا لفظ کہیں نہیں بلکہ "حضرت مریم کے بیٹے عیسیٰ علیہ السلام" کا ذکر ہے۔ اس کے بعد مرزا نے نواب صدیق حسن خان کی طرف سے اس روایت کی دوسری روایات کے ساتھ دی گئی تطبیق تو ذکر نہیں کی (نواب صاحب نے اسی صفحہ پر لکھا کہ "اس کی تاویل یہ ہو سکتی ہے کہ مہدی کامل حضرت عیسیٰ علیہ اسلام کے علاوہ اور کوئی نہیں ہوگا اور حضرت عیسیٰ علیہ اسلام چونکہ نبی بھی ہیں اس لیے وہ حضرت مہدی علیہ الرضوان سے بلاشبہ زیادہ کامل مہدی ہیں"۔ پھر نواب صداحب لکھتے ہیں کہ "بفرض صحت اس حدیث میں تاویل کے بغیر چارہ نہیں کیونکہ ظاہری طور پر احادیث متواترہ کے مخالف

نظر آتی ہے"، پھر آگے اسی صفحہ پر اسی روایت کو ضعیف بھی ثابت کیا) لیکن مرزا قادیانی نے اپنی تطبیق پیش کرتے ہوئے لکھا کہ "جو شخص عیسیٰ کے نام سے آنے والا احادیث میں لکھا گیا ہے، اپنے وقت کا وہی امام ہے" ان الفاظ کے ساتھ مرزا نے اپنا مشہور زمانہ دھوکہ دیا ہے، کیونکہ کسی حدیث میں ایسی کوئی بات نہیں کہ کوئی دوسرا شخص عیسیٰ کے نام سے آنے والا ہے، اور پھر مرزا نے امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ کا نام "حضرت اسماعیل بخاری" لکھا جبکہ امام صاحب کا نام "محمد" ہے اور "اسماعیل" آپ کے والد گرامی کا نام ہے اور یہیں مرزا نے امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ پر ایک جھوٹ بھی بولا کہ ان کا بھی یہی مذہب ہے کہ عیسیٰ بن مریم ہی مہدی ہیں، جبکہ امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے ہرگز ایسی کوئی بات کہیں نہیں فرمائی اور نہ ہی "لامھدی الا عیسیٰ" والی روایت انہوں نے اپنی صحیح میں کہیں ذکر کی، مرزا لکھتا ہے کہ "اگر امام بخاری کا اس کے علاوہ کوئی اور اعتقاد ہوتا تو وہ ضرور اپنی حدیث میں ظاہر فرماتے" میں مرزا سے کہتا ہوں کہ اگر امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ کا یہ اعتقاد ہوتا تو وہ "لامھدی الا عیسیٰ" والی روایت ضرور اپنی کتاب میں ذکر فرماتے۔ تو یہ تھے مرزا قادیانی کے چند حوالے۔ اب ہم واپس آتے ہیں اور اس روایت پر اصول حدیث کی رو سے بات کرتے ہیں۔

روایت "لامھدی الا عیسیٰ" کے بارے میں ائمہ حدیث کی آراء

سب سے پہلے ہم اس روایت کے بارے میں چند آئمہ حدیث کی آراء پیش کرتے ہیں اس کے بعد اس کی سند پر ہم بات کریں گے۔

شارح مشکوۃ ملا علی القاری رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں:۔

" ثُمَّ اعْلَمْ أَنَّ حَدِيثَ: لَا مَهْدِيَّ إِلَّا عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ ضَعِيفٌ بِاتِّفَاقِ الْمُحَدِّثِينَ "

جان لو کہ "لا مھدی الا عیسیٰ" والی حدیث کے ضعیف ہونے پر تمام محدثین کا اتفاق ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح شرح مشكاة المصابيح . جلد 10 صفحہ 101)

علامہ محمد بن علی الشوکانی لکھتے ہیں:۔

" لَا مَهْدِيَّ إِلَّا عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ : قال الصغاني موضوع "اس حدیث کے بارے میں امام صغانی رحمتہ اللہ علیہ (حسن بن محمد الصغانی ، وفات 650ھ) نے کہا ہے یہ موضوع (من گھڑت) حدیث ہے۔ (الفوائد المجموعة في الأخبار الموضوعة . صفحه 439 . المکتب الاسلامی)

نوٹ : امام صغانی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی یہ بات اپنی کتاب " الدر الملتقط في تبيين الغلط " میں ذکر کی ہے ۔(الدر الملتقط صفحہ 34 روایت نمبر 44)

امام شمس الدین ذہبی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں :۔

" لا مهدي إلا عيسى ابن مريم . وهو خبر منكر أخرجه ابن ماجة " یہ روایت منکر ہے جسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے ۔(میزان الاعتدال جلد 3 صفحہ 535)

شیخ ابن تیمیہ لکھتے ہیں :۔

" وَالْحَدِيثُ الَّذِي فِيهِ: " »لَا مَهْدِيَّ إِلَّا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ « " رَوَاهُ ابْنُ مَاجَهْ وَهُوَ حَدِيثٌ ضَعِيفٌ " وہ حدیث جس میں ہے کہ نہیں مہدی مگر عیسیٰ بن مریم اور جو ابن ماجہ نے روایت کی ہے ضعیف ہے ۔ (منهاج السنة النبوية جلد 4 صفحه 101 تا 102)

علامہ محمد عبد العزیز فرہاری رحمتہ اللہ علیہ : یہ بیان کرتے ہوئے کہ احادیث متواترہ میں یہ بات آئی ہے کہ مہدی اہل بیت میں سے ہوں گے اور وہ زمین میں حکمرانی بھی کریں گے اور ان کی ملاقات عیسیٰ علیہ اسلام سے ہوگی ۔ آگے بیان کرتے ہیں کہ ان متواترہ روایات کے خلاف اگر کوئی روایت ہے تو وہ صحیح نہیں ، اور انہی روایات میں سے " لا مهدی الا عیسیٰ " والی روایت کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں :۔

" وکذا ما قیل آنہ عیسیٰ علیہ اسلام بن مریم مستدلاً بحدیث لا مهدی الا عیسیٰ بن مریم لان الحدیث لا یصح "
اسی طرح جو یہ کہا جاتا ہے کہ مہدی تو حضرت عیسیٰ بن مریم ہی ہیں اور دلیل میں یہ حدیث پیش کی جاتی ہے کہ نہیں مہدی مگر عیسیٰ بن مریم (تو یہ استدلال صحیح نہیں) کیونکہ یہ حدیث صحیح نہیں ۔(النبراس شرح شرح العقائد ، صفحہ 667)۔

سکین کتاب نمبر 10

فان یک فی اُمّتِی مِنھُمْ احدٌ فعمر

" صحیح بخاری میں صفحہ ۵۲۱ میں مناقب حضرت عمر رضی اللہ عنہ میں یہ حدیث لکھی ہے قد کان فی من قبلکم من بنی اِسرَائیل رجالٌ یکلّمون من غیران یکونوا انبیاء فان یک فی اُمّتِی مِنھُمْ احدٌ فعمر ۔ یعنی تم سے پہلے بنی اسرائیل میں ایسے لوگ گذرے ہیں کہ خدائے تعالیٰ اُن سے ہمکلام ہوتا تھا بغیر اس کے کہ وہ نبی ہوں سو اگر ایسے لوگ اس اُمت میں ہیں تو وہ عمر ہے۔" (روحانی خزائن جلد 3 ازالہ اوہام : صفحہ 600)

مرزا قادیانی کی تحاریر پڑھ کر بندہ سر کو پکڑ لیتا ہے ، کمال درجہ کا جھوٹ اور جھوٹ بھی ایسا کہ جس کو عام انسان پکڑنا بھی چاہے تو پکڑ نہ سکے ۔ مرزا قادیانی نے اس تحریر میں جو حدیث بیان کی ہے اس میں کئی قسم کی اغلاط ہیں اور صریح جھوٹ بولے ہیں ۔ لقد کو قد کر دیا قبلکم سے پہلے کان کو حذف کر دیا ، فان یکن کی جگہ فان یک کر کے مرزا قادیانی نے تحریف باللفظ کا ارتکاب کیا ہے ۔

3689 عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ »لَقَدْ كَانَ فِيمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ رِجَالٌ، يُكَلَّمُونَ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَكُونُوا أَنْبِيَاءَ. فَإِنْ يَكُنْ مِنْ أُمَّتِي مِنْهُمْ أَحَدٌ فَعُمَرُ«
(صحیح البخاری جلد 5 صفحہ 12 دار طوق النجاۃ)

" حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا : تم سے پہلے لوگوں یعنی بنی اسرائیل میں ایسے لوگ بھی ہوا کرتے تھے جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ کلام فرماتا تھا حالانکہ وہ نبی نہ تھے ۔ اگر ان جیسا میری امت کے اندر کوئی ہوتا تو وہ عمر ہوتا۔"

یارب اصیحابی فیُقال انک لا تدری ما احدثوا بعدک

" توفیتنی کے لفظ کی صحیح تفسیر وہی ہے ۔ جس کی طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اشارہ فرماتے ہیں یعنی مار دیا اور وفات دے دی اور حدیث یہ ہے عن ابن عباسٍ انہ ' یُجاء برجالٍ من امتی فیؤخذبھم ذات الشمال فاقول یا رب اصیحابی فیُقال انک لا تدری

ما احدثوا بعدک فاقول کما قال العبد الصالح وکنت علیھم شھیدًا ما دمتُ فیھم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم ۔ صفحہ ۶۶۵ بخاری ۶۹۳ بخاری
یعنی قیامت کے دن میں بعض لوگ میری اُمت میں سے آگ کی طرف لائے جائیں گے تب میں کہوں گا کہ اے میرے رب یہ تو میرے اصحاب ہیں تب کہا جائے گا کہ تجھے اُن کاموں کی خبر نہیں جو تیرے پیچھے اِن لوگوں نے کئے ۔ سو اُس وقت میں وہی بات کہوں گا جو ایک نیک بندہ نے کہی تھی یعنی مسیح ابن مریم نے ۔ جب کہ اُسکو پوچھا گیا تھا کہ کیا یہ تو نے تعلیم دی تھی کہ مجھے اور میری ماں کو خدا کرکے ماننا ۔ اور وہ بات (جو میں ابن مریم کی طرح کہوں گا) یہ ہے کہ میں جب تک اُن میں تھا اُن پر گواہ تھا پھر جب تُو نے مجھے وفات دیدی تو اُس وقت تُو ہی اُن کا نگہبان اور محافظ اور نگران تھا ۔ اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قصہ اور مسیح ابن مریم کے قصہ کو ایک ہی رنگ کا قصہ قرار دیکر وہی لفظ فلمّا توفّیتنی کا اپنے حق میں استعمال کیا ہے جس سے صاف سمجھا جاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فلمّا توفّیتنی سے وفات ہی مراد لی ہے ۔" (روحانی خزائن جلد 3 ازالہ اوہام: صفحہ 586)

اے مرزا قادیانی! بےعلمی بالخصوص نیم ملائی تمہاری گمراہی کی بہت حد تک ضامن ہے ۔ اس حدیث سے تمہیں کس قدر دھوکہ لگا ہے ۔ مگر منشاء اس سے آپ کو علوم عربیہ سے ناواقفی ہے ۔ اس رحمتہ اللعالمین ﷺ نے کمال فصاحت سے کام لیتے ہوئے فرمایا ہے ۔

"فاقول کما قال العبد الصالح وکنت علیھم شھیداً ما دمت فیھم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم " (بخاری ص ۶۹۳ بحوالہ ازالہ اوہام ص ۸۹۰ خزائن ج ۳ ص ۵۸۵)

"پس میں کہوں گا اسی کی مثل جو کہا تھا بندہ صالح نے ان الفاظ میں " وکنت علیھم شھیدا "
مرزا قادیانی! یہاں رسول کریم ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ میں وہی کہوں گا جو کہا تھا عیسیٰ علیہ السلام نے بلکہ فرمایا ۔ میں کہوں گا اس کی مثل ۔ کیا دونوں میں فرق نہیں ہے؟ ۔ آپ کی تحریف کا راستہ بند کرنے کو آنحضرت ﷺ نے "کما" فرمایا اور اگر آنحضرت ﷺ فرما جاتے " فاقول ما قال العبد الصالح " یعنی میں کہوں گا وہی جو کہا تھا عیسیٰ علیہ السلام نے ۔ اس وقت البتہ آپ کو تحریف کے لئے

گنجائش تھی ۔ وہ بھی بےعلموں کے سامنے ۔ ورنہ علماء اسلام اس وقت بھی آپ کی کج فہمی کا علاج کر سکتے تھے ۔ تفصیل اس کی ذیل میں عرض کرتا ہوں ۔"

۱ اگر آنحضرت ﷺ فرماتے "فاقول ما قال العبد الصالح" تو اس کا مطلب یہ تھا کہ میں بھی وہی لفظ جواب میں عرض کروں گا جو عرض کر چکے ہوں گے عیسیٰ علیہ السلام یعنی اس حالت میں رسول پاک ﷺ بھی فرماتے ۔ "فلما توفیتنی" اس سے یہ کہاں لازم آیا کہ توفی کے معنی جو یہاں ہیں وہی وہاں بھی مراد ہیں ۔ اس کا مطلب تو صرف اس قدر ہے کہ میں بھی توفی کا لفظ استعمال کروں گا اس کے معنی دلائل سے معلوم ہوں گے ۔ رسول کریم ﷺ کی صورت میں واقعات کی شہادت کی رو سے توفی کا وقوع بذریعہ موت ہوا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صورت میں واقعات وشواہد قرآنی کی رو سے رفع جسمانی سے ہوا ۔ اس کی تشریح مثالوں سے زیادہ واضح ہوگی ۔

سر اقبال بھی ڈاکٹر ہیں اور مرزا یعقوب بیگ قادیانی بھی ڈاکٹر ہیں ۔ پس اگر زید یوں کہے کہ میں مرزا یعقوب بیگ کے متعلق بھی وہی لفظ استعمال کروں گا جو میں نے سر اقبال کے متعلق کیا ہے ۔ یعنی ڈاکٹر ۔ اس صورت میں صرف ایک عام جاہل ہی مرزا یعقوب بیگ کو P.H.D سمجھنے لگ جائے گا ۔ ورنہ سمجھدار آدمی فوراً ڈاکٹر کے مختلف مفہوم کا خیال کرے گا ۔ اسی طرح ماسٹر کا لفظ اگر زید اور بکر دونوں کے لئے استعمال کیا جائے تو کون بیوقوف ہے جو دونوں کو ایک ہی فن کا ماسٹر سمجھنے لگ جائے گا؟ (نوجوان شریف لڑکے کو بھی انگریزی میں ماسٹر کہتے ہیں ۔ دیکھو کوئی انگریزی لغات) یا ممکن ہے زید اگر کسی غلام کا مالک ہے تو بکر درزی ہو ۔ اسی طرح بےشمار الفاظ (افعال اور اسماء) موجود ہیں اور ہر زبان میں موجود ہیں جو مختلف موقعوں پر مختلف معنی دیتے ہیں ۔ پس اگر "ما" کا لفظ بھی آنحضرت ﷺ استعمال فرماتے ۔ جب بھی ہم مرزا قادیانی کا ناطقہ بند کر سکتے تھے ۔ وہ اس طرح کہ رسول پاک ﷺ کے الفاظ وہی کہنے کا اعلان کر رہے ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے ۔ مگر مفہوم یقیناً محل استعمال کے مختلف ہونے سے مختلف ہوگا ۔ بہرحال اس صورت میں مرزا قادیانی جہالت میں کچھ چالاکی کر سکتے تھے ۔

۲ لیکن مرزا قادیانی! حدیث میں تو آنحضرت ﷺ نے آپ کی چالاکی کا سد باب کرنے کے لئے

’’کما‘‘ کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔ یہ نہیں فرمایا کہ میں کیا کہوں گا۔ حدیث میں ’’فلما توفیتنی‘‘ کے الفاظ تو بطور مقولہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام منقول ہیں۔ اگر آپ کہیں رسول پاک ﷺ بھی یہی الفاظ قیامت کے دن بارگاہ خداوندی میں عرض کریں گے تو پھر ’’کما‘‘ کی فلاسفی اور فصاحت کلام کی اہمیت کیا رہی؟ ’’کما‘‘ تشبیہ کے لئے ہے۔ تشبیہ بیان کی جارہی ہے۔ دونوں حضرات کے اقوال میں۔ اگر دونوں کے اقوال ایک ہی ہوں گے تو مشابہت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ پھر تو عینیت آجاتی ہے۔ جو کما کے منشاء کے بالکل مخالف ہے۔ اردو میں اس مضمون کو یوں بیان کیا جاسکتا ہے۔

(۱) وہ میرا بھائی ہے۔ (۲) وہ میرے بھائی کی طرح ہے۔

پہلے فقرہ میں کوئی مشابہت مذکور نہیں۔ اس واسطے وہ اور میرا بھائی ایک ہی شخص کے لئے استعمال ہوئے ہیں۔ لیکن دوسرے فقرہ میں دونوں کے درمیان مشابہت کا تعلق ہے۔ اس واسطے وہ اور میرا بھائی ایک نہیں ہوسکتے۔ بلکہ کسی امر مشترک کا بیان کرنا مقصود ہے۔ مثلاً علم میں، اخلاق میں، چال میں، طرز گفتگو میں یا کسی اور امر میں، پس وہ بے وقوف ہے۔ جو مشابہت کے وقت دونوں چیزوں کو ایک کہے۔ کیونکہ مشابہت دو مختلف چیزوں کے کسی امر خاص وصف میں اتحاد کی بناء پر ہوتی ہے۔ یعنی مشابہت کا ہونا۔ اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ دو چیزیں ایک نہیں بلکہ مختلف ہیں۔ حدیث زیر بحث میں مشابہت بیان کی جارہی ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام اور رسول کریم ﷺ کے اقوال کے درمیان، پس معلوم ہوا کہ دونوں کے اقوال ایک ہی الفاظ کا مجموعہ نہیں ہوسکتے اور نہ ہی دونوں اقوال آپس میں ہم معنی ہوسکتے ہیں۔ ہاں کسی خاص وصف میں مشابہت ہونی لازمی ہے۔

مرزا قادیانی نے خود تشبیہات کی حقیقت یوں درج کی ہے

’’تشبیہات میں پوری پوری تطبیق کی ضرورت نہیں ہوتی۔ بلکہ بسا اوقات ایک ادنیٰ مماثلت کی وجہ سے بلکہ ایک جزو میں مشارکت کے باعث سے ایک چیز کا نام دوسری چیز پر اطلاق کر دیتے ہیں۔‘‘

(ازالہ اوہام ص ۴۷۲، خزائن ج ۳ ص ۱۳۸)

مرزا قادیانی! ہم آپ کی اس تحریر سے زیادہ کچھ نہیں کہتے۔ اسی اصول کے ماتحت اگر آپ ہم سے

فیصلہ کرنا چاہیں تو ساری مشکل آپ کی حل ہو جاتی ہے۔ دونوں حضرات کے اقوال میں مشارکت ومماثلت ہم بیان کرتے ہیں۔ آپ انصاف سے غور کریں۔

دونوں حضرات اپنی اپنی امت کی گمراہی کی ذمہ داری سے بریت کا اعلان کر رہے ہیں یعنی لوگوں کی گمراہی میں ان کا کوئی ہاتھ نہیں اور نہ ان کی گمراہی ان کے زمانہ میں واقع ہوئی ہے۔ لوگوں کے گمراہ ہونے کے زمانہ میں دونوں حضرات موجود نہ تھے۔ یہ الگ بات ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بسبب رفع جسمانی اور حضرت رسول کریم ﷺ بسبب ظاہری موت اپنے اپنے لوگوں سے جدا ہوئے تھے۔ مقصود اپنی عدم موجودگی کا بیان کرنا ہے اور یہ وجہ مشابہت ہے۔ جس کی بناء پر رسول کریم ﷺ نے فرمایا۔ ’’فاقول کما قال العبد الصالح... الخ!‘‘

مزید وضاحت

اے مرزا قادیانی! اگر دونوں اولوالعزم حضرات کے اقوال کے درمیان ’’کما‘‘ تشبیہی کے باوجود آپ دونوں کے کلام اور اس کے مفہوم کو ایک ہی لینے پر اصرار کرتے ہیں تو کیا فرماتے ہیں۔ جناب مندرجہ ذیل صورتوں میں:

۱ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ ’’کما بدأنا اوّل خلق نعیدہ (انبیاء:۱۰۴)‘‘ جس طرح پہلی بار مخلوق کو پیدا کیا پھر اسی طرح پیدا کریں گے؟

کیا قیامت کے دن تمام مخلوق ماں باپ کے توسل سے ہی پیدا ہوگی۔ کیونکہ پہلی بار تو اسی طرح پیدا ہو رہی ہے۔ دیکھا دونوں دفعہ پیدا کرنے میں کس قدر فرق ہے؟ مگر دونوں کو ایک طرح کا قرار دیا ہے۔ اگر آپ کا اصول ’’فلما توفیتنی‘‘ والا یہاں بھی چلایا جائے تو آپ کو ماننا پڑے گا کہ آپ دوبارہ ماں کے پیٹ سے قیامت کے دن نکلیں گے۔ جیسے آپ پہلے نکلے تھے۔

(تریاق القلوب ص ۱۵۷، خزائن ج ۱۵ ص ۴۷۹)

۲ مرزا قادیانی خود آپ کا اپنا الہام ہے۔ ’’الارض والسماء معک کما ہو معی‘‘ اے مرزا زمین اور آسمان تیرے ساتھ اسی طرح ہیں۔ جس طرح میرے (خدا کے) ساتھ۔‘‘

(انجام آتھم ص ۵۲ خزائن ج ۱۱ ص ایضاً)

کیا آپ کا مطلب اس سے یہ ہے کہ جیسے خدا ان کا خالق ہے۔ آپ بھی ان کے خالق ہیں۔ جیسے ان میں خدا کی بادشاہی ہے۔ ویسے ہی آپ کی بھی ہے؟

۳ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ ''فاذکروا اللہ کذکرکم اباء کم (بقرہ:۲۰۰)'' یعنی تم اللہ تعالیٰ کو اسی طرح یاد کرو۔ جس طرح تم اپنے باپ داداؤں کو یاد کرتے ہو۔ اب باپ دادؤں کو یاد کرنے کا طریقہ سب دنیا جانتی ہے۔ مرزا قادیانی آپ نے اپنے باپ دادوں کو یاد کرتے ہوئے ان کی سرکاری خدمات کا ذکر ضروری سمجھا ہے۔ یعنی کہ میرے والد نے سرکار انگریزی کی فلاں فلاں موقعہ پر یہ یہ خدمات سرانجام دیں۔ ''میرے باپ نے غدر کے موقعہ پر سرکار کو اتنے جوان اور اتنے گھوڑے دیئے۔'' وغیرہ وغیرہ! مرزا قادیانی کیا آپ خدا کو بھی اس طرح یاد کرتے تھے۔ یعنی خدا نے فلاں فلاں جگہ سرکار انگریزی کی فلاں فلاں طریقہ سے مدد کی۔ اگر اس جگہ'' ک'' تشبیہی ہے اور اس سے عینیت لازم نہیں آتی۔ تو یقیناً ''فاقول کما قال العبد الصالح'' (میں کہوں گا اسی طرح جس طرح کہا ہوگا بندہ صالح نے) میں بھی دونوں حضرات کی کلام کا حرف بحرف ایک ہونا لازم نہیں آتا۔

۴ دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''انا ارسلنا الیکم رسولاً کما ارسلنا الیٰ فرعون رسولہ (مزمل:۱۵)'' یعنی ہم نے اے لوگو تمہاری طرف ایسا ہی رسول بھیجا ہے۔ جیسا رسول کہ (موسیٰ) فرعون کی طرف بھیجا تھا۔

اب یہاں سوچنے کا مقام ہے کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام ہی دوبارہ آگئے تھے؟ اگر ایسا نہیں اور یقیناً نہیں تو آیت زیر بحث میں بھی دونوں حضرات کی کلام لفظاً ایک نہیں ہو سکتی۔

۵ ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''کما بدأکم تعودون (اعراف:۲۹)'' یعنی جس طرح تمہیں بنایا۔ اسی طرح واپس لوٹو گے۔ کیا یہاں بھی آپ کے اصول کے مطابق یہی مراد ہے کہ جیسے پہلے انسان کا ظہور ہوا تھا۔ بعینہ اسی طرح پھر ہوگا۔ اگر یہ نہیں تو دونوں حضرات کی کلام بھی ایک نہیں ہو سکتی۔

۶ ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ملاحظہ ہو۔ ''کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم (البقرہ:۱۸۳)'' یعنی اے مسلمانو! تم پر بھی روزے اسی طرح فرض کئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلوں پر۔ کیا مرزا قادیانی آپ کے نزدیک پہلی امتوں پر بھی ماہ رمضان کے روزے فرض کئے گئے تھے اور اپنی تمام جزئیات میں اسی طرح فرض تھے۔ جس طرح مسلمانوں پر؟ یقیناً نہیں۔ پس دونوں حضرات کی کلام میں بھی لفظی اور معنوی وحدت کا قائل ہونا تحکم محض ہے۔

۷ اس قسم کی مثالوں سے کلام اللہ بھرا پڑا ہے کہ دو اشیاء کے درمیان تشبیہ بیان کی گئی ہے اور خود تشبیہ کا بیان ہی اس بات کا ضامن ہوتا ہے کہ وہ دونوں چیزیں مختلف ہیں۔

۸ خود اسی آیت زیر بحث میں اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کر دیا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے منہ سے یہ الفاظ نکلوا دیے ہیں۔ ''تعلم ما فی نفسی ولا اعلم ما فی نفسک'' یعنی اے اللہ تو میرے دل کی باتوں کو جانتا ہے اور میں تیرے دل کی باتوں کو نہیں جانتا۔ اب کون عقل کا اندھا اور علم سے کورا یہ خیال کر سکتا ہے کہ دونوں جگہ نفس سے بالکل ایک جیسے ہیں؟

انا اولی الناس بابن مریم والانبیاء اولاد علات

''حدیث بھی بروایت ابوہریرہ لکھ دی ہے انا اولی الناس بابن مریم والانبیاء اولاد علات اور اسی کی تائید میں امام بخاری نے کتاب المغازی میں بذیل کتاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ ۶۴۰ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک اور حدیث لکھی ہے۔ اور منجملہ افادات امام بخاری کے جن کا ہمیں شکر کرنا چاہیئے یہ ہے کہ انہوں نے صرف اسی قدر ثابت نہیں کیا کہ حضرت مسیح علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں''۔ (روحانی خزائن جلد 3 ازالہ اوھام: صفحہ 588)

مرزا غلام قادیانی نے اپنے روش پر عمل کرتے ہوئے یہاں بھی جھوٹ سے کام لیا ہے آیئے دیکھتے ہیں کہ اس حدیث میں کہاں سے وفات مسیح علیہ السلام ثابت ہوتی ہے:

بخاری و مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: إِنَّا أَوْلَى النَّاسِ بِعِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ فِي الْأُوْلَى وَالْآخِرَةِ الْأَنْبِيَاءُ إِخْوَةٌ مِنْ عَلَّاتٍ وَأُمَّهَاتُهُمْ شَتَّى وَدِينُهُم وَاحِدٌ وَلَيْسَ بَيْنَنَا نَبِيٌّ

(اخرجہ البخاری فی الصحیح ص ۴۹۰، ج ا کتاب الانبیاء باب واذکر فی الکتاب مریم ومسلم فی الصحیح ص ۲۶۵، ج ۲ کتاب الفضائل باب فضائل عیسیٰ بن مریم ومشکوۃ ص ۵۰۹ باب بدالخلق وعسل مصفّٰی ص ۱۵۹، ج ۲)

میں بہ نسبت لوگوں کے مسیح سے بہت نزدیک ہوں دنیاوآخرت میں۔انبیاء سب سوتیلے بھائی ہیں۔اور مائیں ان کی مختلف اور دین سب کاایک ہے میرے اور مسیح کے درمیان کوئی نبی نہیں ہوا۔

مرزا قادیانی کو بھی اقرار ہے کہ:

۱ حضرت مسیح کے زمانہ کو چھ سو برس گزر گئے تھے اوراس عرصہ میں کوئی الہام یافتہ پیدا نہیں ہوا تھا۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی ص ۱۵ اور روحانی ص ۴۲۹ ج ۱۰ وتفسیر مرزا ص ۴۴۳ ج ۸)

۲ کچھ شک نہیں کہ محدث نبی کا چھوٹا بھائی ہوتا ہے اور تمام انبیاء علاقی بھائی کہلاتے ہیں۔

(ازالہ اوہام ص ۲۵۲ وروحانی ص ۳۴۱، ج ۳)

۳ (میرا) نبوت کادعویٰ نہیں بلکہ محدثیت کادعویٰ ہے جو خدا کے حکم سے کیا گیا ہے۔

(ایضاً ص ۴۲۲ وروحانی ص ۳۲۰ ج ۳)

حدیث بالا میں حضرت مسیح ابن مریم رسولاً الی بنی اسرائیل کاذکر ہے کسی آئندہ پیدا ہونے والے مسیح نبی کاذکر نہیں۔مرزا صاحب اس کی تصدیق کرتے ہیں۔ناظرین اسے ملحوظ رکھیں۔

حضرت امام بخاری رحمہ اللہ حسب مناسبت باب جیسا کہ ان کی عادت شریفہ ہے۔تھوڑا حصہ اس حدیث کالائے ہیں۔حدیث طویل ہے تفصیل ملاحظہ ہو میاں محمود احمد خلیفہ قادیان نقل کرتے ہیں:

عن ابی ہریرۃ عن النبی ﷺ قال الانبیاء اخوۃ لعلات امھاتھم شتی ودینھم واحد لَانِّیْ اولی الناس بعیسی ابن مریم لانہ لم یکن بینی وبینہ یعنی عیسٰی علیہ السلام نبی وانہ نازل فاذا رأیتموہ واعرفوہ رجل مربوع الی الحمر والبیاض علیہ ثوبان ممصرات راسہ یقطر وان لم یصبہ بلل فیدک الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیۃ ویدعو الناس

الی الاسلام فتھلک فی زمانھا الملل کلھا الا الاسلام الی الحدیث۔

انبیاء علاقی بھائیوں کی طرح ہوتے ہیں ان کی مائیں تو مختلف ہوتی ہیں اور دین ایک ہوتا ہے اور میں عیسیٰ ابن مریم سے سب سے زیادہ تعلق رکھنے والا ہوں کیونکہ اس کے اور میرے درمیان کوئی نبی نہیں اور وہ نازل ہونے والا ہے پس جب اسے دیکھو تو اسے پہچان لو کہ وہ درمیانہ قامت سرخی سفید ملا ہوا رنگ زرد رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے اس کے سر سے پانی ٹپک رہا ہوگا۔گو سر پر پانی نہ ہی ڈالا ہو۔ وہ صلیب کو توڑے گا اور خنزیر کو قتل کرے گا اور جزیہ ترک کرے گا اور لوگوں کو اسلام کی طرف دعوت دے گا (یقاتل الناس الی الاسلام کے لفظ کیوں چھوڑ دیئے؟ شاید اس لیے کہ ان الفاظ میں مسیح کی شان سیاست کاذکر ہے اور مرزا صاحب خود یاجوج ماجوج کی رعایا اور فرمانبردار تھے۔ناقل) اس کے زمانہ میں سب مذاہب ہلاک ہو جائیں گے اور صرف اسلام باقی رہ جائے گا اور شیر اونٹوں کے ساتھ اور چیتے گائے بیلوں کے ساتھ اور بھیڑیئے بکریوں کے ساتھ چرتے پھریں گے اور بچے سانپوں سے کھیلیں گے اور وہ ان کو نقصان نہ دیں گے۔عیسیٰ بن مریم چالیس سال (زمین پر) رہیں گے پھر فوت ہونگے اور مسلمان اُن کے جنازہ کی نماز پڑھائیں گے۔(حقیقت النبوۃ ص ۱۹۲ وعسل مصفّٰی ص ۵۹، ج ۲ واللفظ لہ)

یہ حدیث ابوداؤد جلد ۲ ص ۲۳۸ پر موجود ہے۔اس کے سب راوی ثقہ اور مقبول ہیں۔نیز یہ حدیث مسند احمد میں بھی موجود ہے۔ایسا ہی ابن جریر، ابی ابی شیبہ، ابن حبان میں ہے۔(اخرجہ ابن ابی شیبہ فی مصنفہ ص ۱۵۹، ج ۱۵ کتاب الفتن واحمد فی مسندہ ص ۴۳۷، ج ۲ وابوداؤد فی السنن ص ۲۳۸، ج ۲ کتاب الملاحم باب خروج الدجال وابن حبان فی صحیحہ ص ۲۸۷، ج ۹ رقم الحدیث نمبر ۶۷۷۵۔) اعجاز المسیح ص ۳۸ مصنفہ مرزا صاحب وازالہ اوہام ص ۵۹۴، ۲۴۵ ط وغیرہ بھی اس حدیث کے بعض حصے نقل کرکے ان کی تصحیح وتصدیق بلکہ ان سے تمسک کیا ہے۔(اعجاز المسیح "لم اجدہ" ازالہ اوہام ص ۵۹۴ وروحانی ص ۴۲۰، ج ۳)

اس حدیث سے صاف عیاں ہے کہ آنے والا مسیح موعود حضرت عیسیٰ ہی ہے۔جس کے اور آنحضرت کے درمیان کوئی نبی نہیں ہوا تھا۔جو آنحضرت کا علاقی بھائی اور بموجب حدیث معراج قاتل دجال ہے۔

مذکورہ بالا بحث سے یہ علم ہوا کہ مرزا کا یہ کہنا کہ" اور منجملہ افادات امام بخاری کے جن کا ہمیں شکر کرنا چاہیئے یہ ہے کہ انہوں نے صرف اسی قدر ثابت نہیں کیا کہ حضرت مسیح علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔" سرا سر جھوٹ اور بے بنیاد ہے حالانکہ یہ حدیث حیات عیسیٰ علیہ السلام کو ثابت کر رہی ہے نہ کہ وفات عیسیٰ علیہ السلام کو۔

وانا الحاشر الذی یحشر الناس علی قدمی

سکین کتاب نمبر 11

" حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ قیامت میں ہی ہوں جیسا کہ فرمایا ہے وانا الحاشر الذی یحشر الناس علی قدمی یعنی میں ہی قیامت ہوں میرے قدموں پر لوگ اُٹھائے جاتے ہیں یعنی میرے آنے سے لوگ زندہ ہو رہے ہیں۔ میں قبروں سے انہیں اُٹھا رہا ہوں اور میرے قدموں پر زندہ ہونے والے جمع ہوتے جاتے ہیں" ۔(روحانی خزائن جلد 3 اِزالہ اوھام: صفحہ 325)

مرزا قادیانی نے اس حدیث میں بھی تحریف معنوی کر کے اپنے جھوٹے کا ثبوت دیا ہے، دنیا کی کسی بھی ڈکشنری میں میں حاشر کا مطلب قیامت نہیں لکھا مگر مرزا نے بڑی بے باکی سے رحمت عالم ﷺ کو قیامت کی ہولنا کیوں سے منسوب کر دیا ہے۔ آیئے ہم آپ کے سامنے لغات سے حاشر کا ترجمہ و مفہوم پیش کرتے ہیں جس سے واضح ہو جائے گا کہ مرزا قادیانی نے جھوٹ بول کر حاشر کا مطلب قیامت کیا ہے۔ یاد رہے کہ حاشر اسم فاعل ہے اور اس کا مادہ اصلی حشر ہے جس کا مطلب اجتماع یعنی لوگوں کا ایک جگہ پر اکٹھا ہونا کے ہیں اور اس اعتبار سے حاشر کا مطلب ہوا کہ لوگوں کو اکٹھا کرنے والا۔

حشر از باب نصر و ضرب بمعنی جمع کرنا اور اس کا اسم فاعل حاشر یعنی جمع کرنے والا (المنجد)

حاشر یعنی جمع کرنے والا ہوں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔" (مشکوۃ، ص 515) اس حدیث مبارکہ میں دو اسمائے گرامی آپ ﷺ کے خاتم النّبیین ہونے پر دلالت کرتے ہیں، اول "الحاشر" حافظ ابن حجر فتح الباری میں اس کی شرح کرتے ہوئے رقم طراز ہیں: "یہاں اس طرف اشارہ ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں اور سوائے آپ ﷺ کی شریعت کے کوئی شریعت نہیں، چوں کہ آپ ﷺ کی امت

کے بعد کوئی اُمت نہیں اور آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں، اس لیے حشر آپ ﷺ کی طرف منسوب کر دیا گیا۔ کیوں کہ آپ ﷺ کی تشریف آوری کے بعد حشر ہوگا۔" (فتح الباری، ص 557، ج 6)

امامکم منکم

سکین کتاب نمبر 12

" احادیث صحیحہ بصراحت بیان کر رہی ہیں کہ آنے والا مسیح ابن مریم اُمتیوں کے رنگ میں آئے گا۔ چنانچہ اس کو اُمتی کر کے بیان بھی کیا گیا ہے جیسا کہ حدیث امامکم منکم سے ظاہر ہے اور نہ صرف بیان کیا گیا بلکہ جو کچھ اطاعت اور پیروی اُمت پر لازم ہے وہ سب اس کے لازم حال ٹھہرائی گئی" ۔(روحانی خزائن جلد 3 اِزالہ اوھام: صفحہ 511)

مرزا قادیانی نے جس حدیث کی طرف اشارہ کیا ہے اس متن کی کئی احادیث ہیں جن میں نزول عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے قرب قیامت میں نزول من السماء کی مکمل وضاحت بیان کی گئی ہے آیئے پہلے صرف ایک حدیث شریف کے مکمل الفاظ پیش کرتا ہوں تا کہ مرزا قادیانی کا دجل فریب سمجھنے میں آسانی رہے:

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ نَافِعٍ، مَوْلَى أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "كَيْفَ بِكُمْ إِذَا نَزَلَ بِكُمُ ابْنُ مَرْيَمَ فَأَمَّكُمْ أَوْ قَالَ: إِمَامُكُمْ مِنْكُمْ"

(مسند احمد، الرسالۃ، جلد 13 صفحہ 108 مؤسسة الرسالة)

رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب ابن مریم تمہارے درمیان نزول فرمائیں گے اور تم میں سے کوئی شخص تمہاری امامت کرے گا۔

اس حدیث شریف سے واضح ہوتا ہے کہ

(1) آنے والے کا نام عیسیٰ ابن مریم ہوگا۔ یعنی وہ مریم کا بیٹا ہوگا نہ کہ چراغ بی بی کا بیٹا ہوگا مرزا قادیانی کی ماں کا نام تو چراغ بی بی تھا۔

(2) آنے والے کا نزول ہوگا نہ کہ پیدا ہوگا جبکہ مرزا قادیانی پیدا ہوا تھا نہ کہ اس کا آسمان سے نزول

ہوا تھا۔

(3) عیسیٰ ابن مریم اور امام مہدی دو الگ الگ شخصیات ہیں اسی لیے تو جب عیسیٰ ابن مریم کا نزول ہو گا تو ان کی امامت کوئی دوسرا شخص یعنی امام مہدی کروائیں گے جبکہ مرزا قادیانی کا ایک باطل عقیدہ یہ بھی ہے کہ عیسیٰ ابن مریم اور امام مہدی ایک ہی شخص کے دو نام ہیں اسی لیے مرزا قادیانی اپنے آپ کو مسیح بھی کہتا ہے اور مہدی بھی۔

الا انّہٗ فی بحر الشام او بحر الیمن

سکین کتاب نمبر 13

”اور یہ بھی اسی حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ دجّال خود نہیں نکلے گا بلکہ اس کا کوئی مثیل نکلے گا اور حدیث کے لفظ یہ ہیں الا انّہٗ فی بحر الشام او بحر الیمن لا بل من قبل المشرق ماھو و اَوْمیٰ بیدہ الی المشرق رواہ مسلم۔ یعنی خبردار ہو کیا دجّال بحر شام میں ہے یا بحر یمن میں۔ نہیں بلکہ وہ مشرق کی طرف سے نکلے گا۔ نہیں وہ یعنی وہ نہیں نکلے گا بلکہ اس کا مثیل نکلے گا اور مشرق کی طرف اشارہ کیا“۔ (روحانی خزائن جلد 3 ازالہ اوہام: صفحہ 557,556)

جھوٹ بولنا ایک بیماری ہے اور یہ بیماری ایسی ہے کہ اس کا مریض جب بھی بات کرے گا تو جھوٹ ضرور بولے گا جھوٹ بولے بغیر اس کو سکون نہیں ملے گا۔ مرزا قادیانی اس بیماری کے شکار تھے۔ اس حدیث شریف کو مرزا قادیانی عجیب انداز میں بیان کرتے ہیں:

(1) عربی متن سے مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ مَا هُوَ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ، مَا هُوَ کے الفاظ کو غائب کر دیا گیا ہے۔ جبکہ اصل متن حدیث میں اس کے مذکورہ الفاظ موجود ہیں اور ایسا کرنا حدیث کے اندر تحریف لفظی کہلاتا ہے۔

(2) متن میں کہیں بھی ایسے الفاظ نہیں ہیں جن کا ترجمہ ”وہ نہیں نکلے گا بلکہ اس کا مثیل نکلے گا“ ہو۔ کیا کوئی قادیانی مربی بتا سکتا ہے کہ مثیل کس لفظ کا ترجمہ کیا گیا ہے؟۔ اپنی جانب سے ایسے ترجمے کا اضافہ کرنا تحریف معنوی کہلاتا ہے۔

(3) مرزا قادیانی کا ایک گندہ عقیدہ یہ بھی ہے کہ دجال سے مراد عیسائی اقوام ہیں جبکہ مرزا کی بیان کردہ

اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ دجال ایک فرد معین ہے پوری قوم یا جماعت نہیں حدیث میں جہاں بھی دجال کی طرف اشارہ کیا گیا ہے وہاں ضمیر واحد مذکر کی لوٹائی گئی ہے جیسے "انه"، "ماھو"

اب ہم آپ کے سامنے حدیث شریف پیش کرتے ہیں تا کہ مرزا قادیانی کا دھوکہ سامنے آجائے:

أَلَا إِنَّهُ فِي بَحْرِ الشَّأْمِ، أَوْ بَحْرِ الْيَمَنِ، لَا بَلْ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ مَا هُوَ، مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ مَا هُوَ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ، مَا هُوَ « وَأَوْمَأَ بِيَدِهِ إِلَى الْمَشْرِقِ، قَالَتْ: فَحَفِظْتُ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

سنو! دجال شام یا یمن کے سمندر میں ہے، نہیں بلکہ وہ مشرق کی جانب ہے، وہ وہ مشرق کی جانب ہے وہ مشرق کی جانب ہے۔ آپ نے مشرق کی طرف اشارہ کیا حضرت فاطمہ بنت قیس کہتی ہیں میں نے اس حدیث کو رسول اللہ ﷺ سے یاد کر رکھا ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب الفتن واشراط الساعۃ، جلد 4 صفحہ 2262 دار إحیاء التراث العربي بیروت)

نفسٍ منفوسة یأتی علیها ماءة سنة وهی حیة

سکین کتاب نمبر 5

”سو پہلے وہ حدیث سنو جو مشکوٰۃ میں ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور وہ یہ ہے۔ وعنه قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم اعمار امتی ما بین الستین الی السبعین واقلهم من یجوز ذالک رواه الترمذی وابن ماجه۔ یعنی اکثر عمریں میری اُمّت کی ساٹھ سے ستر برس تک ہوں گی۔ اور ایسے لوگ کمتر ہوں گے جو ان سے تجاوز کریں۔ یہ ظاہر ہے کہ حضرت مسیح ابن مریم اس اُمت کے شمار میں ہی آگئے ہیں۔ پھر اتنا فرق کیونکر ممکن ہے کہ اَور لوگ ستر برس تک مشکل سے پہنچیں اور اُن کا یہ حال ہو کہ دو ہزار کے قریب ان کی زندگی کے برس گذر گئے اور اب تک مرنے میں نہیں آتے۔ بلکہ بیان کیا جاتا ہے کہ دنیا میں آکر پھر چالیس ۴۰ یا پینتالیس ۴۵ برس زندہ رہیں گے پھر دوسری حدیث مسلم کی ہے جو جابر سے روایت کی گئی ہے اور وہ یہ ہے۔ وعن جابر قال سمعت النّبی صلی اللّٰه علیه وسلم یقول قبل ان یموت بشهرٍ تسئلونی عن الساعة وانّما علمها عند اللّٰه واقسم باللّٰه ما علی

الارض من نفسٍ منفوسة یأتی علیھا ماءة سنة وھی حیة۔ رواہ مسلم ۔اور روایت ہے جابر سے کہا کہ سنا میں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے جو وہ قسم کھا کر فرماتے تھے کہ کوئی ایسی زمین پر مخلوق نہیں جو اس پر سو برس گذرے اور وہ زندہ رہے ۔اس حدیث کے معنے یہ ہیں کہ جو شخص زمین کی مخلوقات میں سے ہو وہ شخص سو برس کے بعد زندہ نہیں رہے گا۔اور ارض کی قید سے مطلب یہ ہے کہ تا آسمان کی مخلوقات اس سے باہر نکالی جائے ۔لیکن ظاہر ہے کہ حضرت مسیح ابنَ مریم آسمان کی مخلوقات میں سے نہیں بلکہ وہ زمین کی مخلوقات اور ما علی الارض میں داخل ہیں ۔ حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ اگر کوئی جسم خاکی زمین پر رہے تو فوت ہو جائے گا اور اگر آسمان پر چلا جائے تو فوت نہیں ہو گا ۔کیونکہ جسم خاکی کا آسمان پر جانا تو خود بموجب نص قرآن کریم کے ممتنع ہے ۔بلکہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جو زمین پر پیدا ہوا اور خاک میں سے نکلا وہ کسی طرح سو برس سے زیادہ نہیں رہ سکتا"۔

(روحانی خزائن جلد 3 إزالہ اوھام: صفحہ 436،437)

اپنے اس اقتباس میں مرزا قادیانی نے کئی قسم کی غلط بیانیاں کی ہیں جن کی تفصیل یہ ہے کہ:

(1) نفسٍ منفوسة یأتی علیھا ماءة سنة وھی حیة یہ حدیث شریف مسلم شریف میں موجود ہے لیکن اس میں "ھی حیة" کے الفاظ نہیں ہیں مگر مرزا قادیانی نے اپنے پاس سے ان الفاظ کا اضافہ کر کے اپنے دجل بیانی کا ثبوت دیا ہے۔

(2) حدیث میں صریح الفاظ ہیں ما علی الارض اور اس کا ترجمہ بھی مرزا نے خود ہی کیا کہ "کوئی ایسی زمین پر مخلوق نہیں" میرے آقا ﷺ فرماتے ہیں کہ اس وقت زمین پر کوئی ایسا فرد موجود نہیں کہ جس پر سو سال گزریں ۔اب اس سے مراد یہ بھی ہے کہ زمین پر جو بھی موجود ہیں وہ سو سال کے اندر اندر فوت ہو جائیں گے اب حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو کہ اس وقت زمین پر موجود نہیں تھے وہ اس حدیث کے اطلاقات میں شامل نہیں ہو سکتے ،جبکہ مرزا قادیانی کھینچ تان کر حضرت مسیح علیہ السلام کو اس حدیث کے حکم میں شامل کرنے کی کوشش کر رہا ہے ۔اور محدثین کی اصطلاح میں اس کو تحریف معنوی کہتے ہیں ۔

(3) مرزا قادیانی نے حدیث اعمار امتی ما بین الستین الی السبعین واقلھم

من یجوز ذالک کا اطلاق غلط کیا ہے ۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک نبی ہیں اور رفع آسمانی سے قبل اپنی ایک امت رکھتے تھے ۔لیکن جب قرب قیامت میں آپ علیہ السلام کا نزول ہو گا تو روایات کے تحت اس ایک مخصوص وقت میں امت محمدیہ میں ان کا شمار اعزازی طور پر ہو گا ۔مرزا قادیانی چونکہ اپنے آپ کو عیسیٰ ابن مریم کہتے ہیں ،اگر وہ ان معانی کی احادیث کی تاویل نہیں کریں گے تو اور کریں گے بھی کیا؟ کیوں کہ اگر احادیث کے معنیٰ حقیقی مراد لیے گئے تو پھر مرزا قادیانی کو کون مسیح موعود مانے گا۔

ضروری گزارشات

روحانی خزائن کی پہلی تین جلدوں کی احادیث کی تحقیقات پیش کی گئی ہیں، ان شاء اللہ ابھی سلسلہ جاری ہے۔ یہ چند صفحات پر مشتمل رسالہ آپ کو بہت نفع دے گا، اگلے رسالہ میں ہم روحانی خزائن کی مزید تین جلدوں کی احادیث پر جرح کریں گے، قارئین میں سے اگر کسی کو ذرا برابر بھی نفع ہو تو راقم کے لیے دعا کریں اور میری والدہ محترمہ کے لیے خصوصی دعا کریں کہ اللہ پاک ان کو صحت کاملہ عطا فرمائے۔

کتاب کی اشاعت وترسیلات میں اگر کوئی تعاون کرنا چاہیں تو یہ آپ کے لیے صدقہ جاریہ کا موجب ہوگا، اس کتاب کی اشاعت میں بھی چند ساتھیوں نے بھرپور تعاون کیا ہے اور انہوں نے اپنے نام کی اشاعت سے روکا ہے ان کے لیے بھی خصوصی دعا کریں کہ اللہ پاک ہمارے ساتھیوں کو دین ودنیا کی بھلائیاں عطا فرمائے امین۔

سوشل میڈیا کے مجاہدین ختم نبوت کے نام پیغام

فیس بک پر ہمارا مشہور گروپ جس کا نام" قادیانی مناظرہ" ہے اس کو خود بھی جوائن کریں اور اپنے دیگر فیس بک دوستوں کو بھی اس گروپ سے متعارف کروائیں اور اپنے فرینڈز کو اس گروپ میں ایڈ کریں اور ہمارے ختم نبوت فورم پر بھی رکنیت اختیار فرمائیں، کوشش کیا کریں کہ ختم نبوت کے حوالہ سے کوئی بھی تحقیق یا خبر آپ کے علم میں ہو اس کو فورم پر پوسٹ کر دیا کریں فورم کے استعمال میں کسی بھی قسم کی پرابلم کی صورت میں منتظم اعلیٰ (راقم) سے رابطہ کریں ان شاء اللہ آپ کو فورم کا طریقہ استعمال سکھایا جائے گا۔ وٹس ایپ پر ہم ہر ماہ ختم نبوت کے نام کا ایک کورس کرواتے ہیں اگر آپ بھی یہ کورس کرنا چاہیں تو آپ وٹس ایپ پر ہمیں جوائن کریں آپ کو کلاس میں شامل کر لیا جائے گا، اور یہی کورس ہماری آفیشل ویب سائٹ" عالم آن لائن ڈاٹ آرگ" پر بھی ہوتا ہے اگر آپ موبائل یا وٹس ایپ یوز نہیں کرتے تو آپ ہماری ویب سائٹ پر رجسٹریشن فارم فل کریں اور اس کورس میں شامل ہو جائیں۔

سوشل میڈیا پر ہمارے چند لوگوز

فیس بک پر قادیانی مناظرہ گروپ کا لنک یہ ہے Fb/groups/qadyanimonazra

ختم نبوت فورم کا لنک یہ ہے Www.khatmenbuwat.org

عالم آن لائن کا لنک یہ ہے Www.aalimonline.org

ہمارا وٹس ایپ نمبر یہ ہے 00923247448814

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ

محمد تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے پچھلے

(ترجمہ کنزالایمان)

کتب کے اصل سکین

آخر میں ہم کتب کے اصل سکین پیش کر رہے ہیں تا کہ ہمارے قارئین کو تحقیق کرنے میں آسانی رہے۔بسا اوقات ایسے ہوتا ہے کہ سوشل میڈیا پر جب کسی قادیانی مربی سے مناظرہ ہو رہا ہوتا ہے تو مربی اصل سکین کا مطالبہ کرتا ہے اس لیے ہم اصل کتب کے سکین یہاں لگا رہے ہیں۔

دعوت مکالمہ

اگر کسی بھی قادیانی مربی کو ہمارے دیئے گئے حوالہ جات پر اعتراض ہو یا وہ ہم سے مکالمہ کرنا چاہیں تو ہم سکائیپ پر آپ کو دعوت مکالمہ دیتے ہیں آپ کسی بھی وقت ہم سے بذریعہ سکائیپ مکالمہ کر سکتے ہیں بشرطیکہ آپ بات تمیز سے کریں گے، آپ گالی نہیں دیں گے، آپ جو بھی بات کریں گے باحوالہ کریں گے، اگر آپ کو ہمارے قواعد وضوابط منظور ہیں تو آئیے سکائیپ پر مل بیٹھ کر الجھے ہوئے مسائل کو حل کریں۔

ہماری سکائیپ آئی ڈی یہ ہے: urduin

توجہ فرمائیں!

روحانی خزائن کی پہلی تین جلدوں کی احادیث پر سیر حاصل بحث کرنے کے بعد اب ان شاء اللہ بہت جلد آپ کو اگلی جلدوں کی احادیث کی تخریج وتحقیق پیش کی جائے گی، یاد رہے کہ روحانی خزائن کی کل تیئیس جلدیں ہیں۔اس کے علاوہ بہت جلد مرزائی پاکٹ بک کا جواب بھی آپ کے ہاتھوں میں ہو گا، اس کتاب کو زیادہ سے زیادہ خرید فرمائیں تا کہ آنے والی کتابوں کی اشاعت میں آسانی ہو۔ان کتب کا تمام تر نفع تحفظ ختم نبوت کے عظیم کاموں میں استعمال ہو گا ان شاء اللہ۔

سکین کتاب نمبر 1

الجامع الكبير

للإمام الحافظ أبي عيسى محمد بن عيسى الترمذي

المتوفى سنة ٢٧٩هـ

المجلد الرابع

الولاء والهبة - الأمثال

حققه وخرّج أحاديثه وعلّق عليه

الدكتور بشار عواد معروف

دار الغرب الإسلامي

سکین کتاب نمبر 1

السَّمٰواتِ.

٢٦٨٦- حَدَّثَنَا عُمرُ بن حَفصٍ الشَّيْبانيُّ الْبَصْرِيُّ، قَال: حَدَّثَنَا عَبدُاللهِ بن وَهْبٍ، عن عَمْرِو بن الحارثِ، عن دَرَّاجٍ، عن أبي الْهَيْثَمِ، عن أبي سَعيدٍ الْخُدْرِيِّ، عن رَسولِ اللهِ ﷺ، قال: «لن يَشْبعَ الْمُؤْمنُ من خَيْرٍ يَسْمعهُ حتَّى يكُونَ مُنْتهاهُ الْجنَّةُ»(١).

هذا حديثٌ حَسَنٌ غريبٌ(٢).

٢٦٨٧- حَدَّثَنَا محمدُ بن عُمرَ بن الْوَليدِ الْكِنْديُّ، قَال: حَدَّثَنَا عَبداللهِ بن نُمَيْرٍ، عن إبراهيمَ بن الْفَضْلِ، عن سَعيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عن أبي هُريرةَ، قال: قال رَسولُ اللهِ ﷺ: «الْكَلمةُ الْحِكْمةُ ضَالَّةُ الْمُؤْمنِ، فَحيْثُ وَجَدها فهو أحقُّ بِها»(٣).

هذا حديثٌ غريبٌ لَا نَعرِفهُ إلّا من هذا الْوَجْهِ.

وَإبراهيمُ بن الْفَضلِ الْمَخْزُوميُّ، يُضَعَّفُ في الحديثِ من قِبَلِ حِفْظِه.

---

(١) أخرجه ابن حبان (٩٠٣)، وابن عدي في الكامل ٣/ ٩٨١. وانظر تحفة الأشراف ٣/ ٣٥٩ حديث (٤٠٥٦)، والمسند الجامع ٦/ ٤٤٣ حديث (٤٥٩٨)، وضعيف الترمذي للعلامة الألباني (٥٠٥).

(٢) إسناده ضعيف لضعف دراج أبي السمح لاسيما في روايته عن أبي الهيثم.

(٣) أخرجه ابن ماجة (٤١٦٩)، والعقيلي في الضعفاء ١/ ٦١، وابن عدي في الكامل ١/ ٢٣٢، وابن الجوزي في العلل المتناهية (١١٤). وانظر تحفة الأشراف ٩/ ٤٦٧ حديث (١٢٩٤٠)، والمسند الجامع ١٧/ ٨٣٤ حديث (١٤٥٣٩)، وضعيف ابن ماجة للعلامة الألباني (٩١٢)، وضعيف الترمذي، له (٥٠٦).

سکین کتاب نمبر 2

التَّنْوِيرُ
شَرْحُ الجَامِعِ الصَّغِيرِ

المُجَلَّدُ الثَّالِثُ

العَلَّامَةِ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ الأَمِيرِ الصَّنْعَانِي
(ت: ١١٨٢ هـ)

قَدَّمَ لَهُ كُلٌّ مِنْ
سَمَاحَةِ الوَالِدِ الشَّيْخِ
صَالِحِ بْنِ مُحَمَّدٍ اللَّحَيْدَانِ
رئيس مجلس القضاء الأعلى (سابقاً)
وعضو هيئة كبار العلماء
وفضيلة الشيخ عبد الله بن محمد الغنيمان
رئيس قسم الدراسات العليا بالجامعة الإسلامية بالمدينة النبوية (سابقاً)

دِرَاسَةٌ وَتَحْقِيقٌ
د. مُحَمَّدُ إِسْحَاق مُحَمَّد إِبْرَاهِيم
الأُسْتَاذُ المُشَارِكُ بِكُلِّيَّةِ أُصُولِ الدِّينِ
جَامِعَةِ الإِمَامِ مُحَمَّدِ بْنِ سُعُودٍ الإِسْلَامِيَّةِ
الرِّيَاض

سکین کتاب نمبر 2

صرح باستحبابه جماعة من السلف وأكثر الشافعية والحنفية، وأما تأويلهم الإطالة بالمداومة على الوضوء فاعترض بأن الراوي أعرف بما روى كيفيته وقد صرح برفعه إلى الشارع هذا وقد استدل الحليمي بالحديث بأن الوضوء من خصائص الأمة ورد بأنه قد ثبت في قصة سارة مع الملك الذي أعطاها هاجر أن الملك لما هم بالدنو منها قامت توضأ، وتصلي وفي قصة جريج الراهب أنه قام فتوضأ وصلى وكلمه الغلام فالظاهر أن الذي اختصت به هذه الأمة هو الغرة والتحجيل لا أصل الوضوء. (ق)[1] عن أبي هريرة).

٢٢١٥- «إن أمتي لن تجتمع على ضلالة فإذا رأيتم اختلافًا فعليكم بالسواد الأعظم». (هـ) عن أنس.

(**إن أمتي لن تجتمع**) في قول ولا فعل ولا ترك (**على ضلالة**) هي ضد الهدى والأصل فيها الكفر أي لن تجتمع على الكفر وفيه أحاديث بمعناه (**فإذا رأيتم اختلافًا**) فيه ما يدل أنه أريد بالضلالة غير الكفر ولذا حمله الأصوليون على أن المراد بالأمة المجتهدون وجعلوه من أدلة الإجماع إلا أنه اعترض بأنه لا يلزم من عدم إجماعهم على ضلالة أن لا يجمعوا إلى على الحق لجواز أن يجمعوا على الخطأ وليس بضلالة ولا حق (**فعليكم بالسواد الأعظم**) إرشاد إلى أنه إذا وقع اختلاف فالنجاة فيما عليه أكثر أهل الإيمان، وفيه إشعار بأن المراد اختلافهم في الإمارة وتعدد من يطلبها وأن النجاة في متابعة الأكثر فهو كحديث: «يد الله مع الجماعة من شذ في النار»[2]. (هـ)[3] عن أنس) وفي إسناده لين.

٢٢١٦- «إن أمر هذه الأمة لا يزال مقاربًا». (طب) عن ابن عباس.

(١) أخرجه البخاري (١٣٦)، ومسلم (٢٤٦).
(٢) أخرجه الترمذي (٢١٦٧).
(٣) أخرجه ابن ماجة (٣٩٥٠)، وضعفه الألباني في ضعيف الجامع (١٨١٥)، والضعيفة (٢٨٩٦).

سکین کتاب نمبر 3

مختصر
صحيح الإمام البخاري

حوى جميع أحاديثه المرفوعة، والآثار الموقوفة، الموصولة منها والمعلقة، مع حذف الأسانيد والمكررات من المتون، وجمع إليها الزوائد من الروايات المحذوفة، ووضعت كل زيادة منها في مكانها المناسب لها من الأحاديث، بطريقة علمية لا مثيل لها فيما أعلم، جمعت كل فوائد «الصحيح» بإذن الله تعالى

للعلامة المحدث
محمد ناصر الدين الألباني
رحمه الله تعالى

الطبعة الشرعية الوحيدة

المجلد الثالث

مكتبة المعارف للنشر والتوزيع
لصاحبها سعد بن عبدالرحمن الراشد
الرياض

سکین کتاب نمبر 3

١٠ ـ **بابٌ** ﴿ليسَ على الذينَ آمَنُوا وعَمِلُوا الصَّالِحاتِ جُناحٌ فيما طَعِمُوا﴾ إلى قولِهِ: ﴿واللهُ يُحِبُّ المُحْسِنِينَ﴾

(قلتُ: أسند فيه حديث أنس المتقدم (ج٢ / ٤٦ ـ المظالم / ٢١ ـ باب)).

١١ ـ **بابٌ** قولِهِ: ﴿لا تَسْأَلُوا عنْ أشْياءَ إنْ تُبْدَ لكُمْ تَسُؤْكُمْ﴾

١٨٩٧ ـ عنِ ابنِ عباسٍ رضيَ اللهُ عنهما قالَ: كانَ قومٌ يسألونَ رسولَ اللهِ ﷺ استهزاءً، فيقولُ الرجلُ: مَن أبي؟ ويقولُ الرجُلُ تَضِلُّ ناقتُهُ: أينَ ناقتي؟ فأنْزَلَ اللهُ فيهِمْ هٰذه الآيةَ: ﴿يا أيُّها الذينَ آمَنُوا لا تَسْأَلُوا عنْ أشْياءَ إنْ تُبْدَ لكُمْ تَسُؤْكُمْ﴾ حتى فرغَ مِن الآيةِ كُلِّها.

١٢ ـ **بابٌ** ﴿ما جَعَلَ اللهُ مِن بَحِيرَةٍ ولا سَائِبَةٍ ولا وَصِيلَةٍ ولا حامٍ﴾

و﴿إذْ قالَ اللهُ﴾: يقولُ: قالَ اللهُ، و﴿إذْ﴾ ها هنا صِلةٌ. (المائدةُ): أصْلُها مفعولةٌ؛ كعِيشةٍ راضيةٍ، وتَطْلِيقةٍ بائِنَةٍ، والمعنى: مِيدَ بها صاحِبُها[٥٦] مِن خيرٍ؛ يُقالُ: مادَنِي يَمِيدُني.

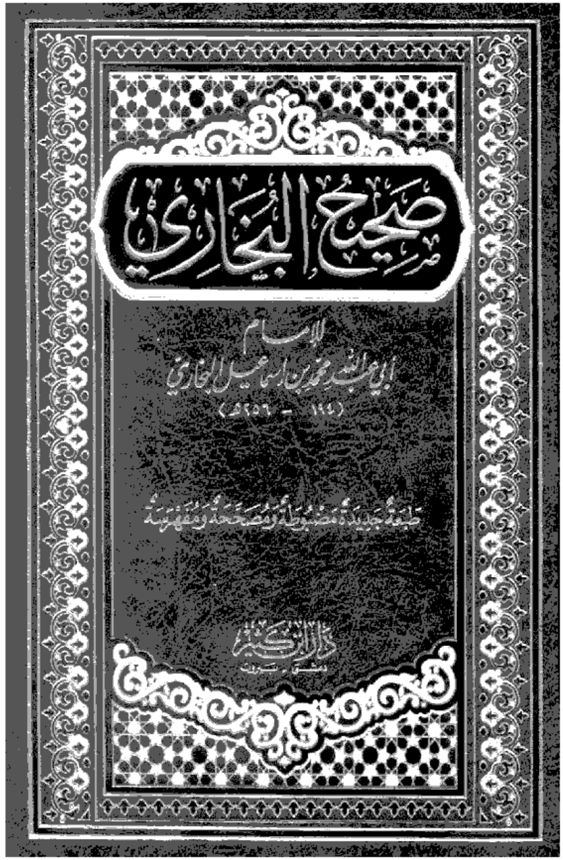
٧٩٠ ـ وقالَ ابنُ عباسٍ: ﴿مُتَوَفِّيكَ﴾: مُمِيتُكَ.

(٥٦) يعني: امتير بها؛ لأن ماده يميله لغة في ماره يميره من الميرة، وهي الطعام.

٧٩٠ ـ لم يخرجه الحافظ، وكأنه شغله عن ذلك قوله: «وهذه اللفظة إنما هي في ﴿سورة آل عمران﴾، فكأن بعض الرواة ظنها من ﴿سورة المائدة﴾، فكتبها فيها، أو ذكرها المصنف هنا لمناسبة قوله في هذه السورة: ﴿فلما توفَّيتني كنتَ أنتَ الرقيبَ﴾». وقد وصله ابن أبي حاتم كما ذكر في «التغليق» (٤ / ٢٠٦) من طريق علي عن ابن عباس. قلت: وإسناده منقطع وضعيف.

قلتُ: وقد أخرجه ابن جرير (٧١٤١) من طريق عبدالله بن صالح: حدثني معاوية عن علي عنه. وهذا سند ضعيف؛ علي ـ وهو ابن أبي طلحة ـ لم يسمع من ابن عباس، وعبدالله بن صالح =

سکین کتاب نمبر 4



سکین کتاب نمبر 4

سعيدِ بن المسيَّبِ عن أبي هريرةَ رضي الله عنه «أنَّ النبيَّ ﷺ قال: ما من مَولودٍ يولدُ إلاّ والشيطانُ يَمسُّهُ حينَ يولدُ، فيَستهلُّ صارخاً مِن مَسِّ الشيطان إياه، إلاّ مريم وابنها». ثم يقول أبو هريرة: واقرَؤوا إن شئتم ﴿وَإِنِّيٓ أُعِيذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ ٱلشَّيْطَٰنِ ٱلرَّجِيمِ﴾.

٣ ـ باب ﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ ٱللَّهِ وَأَيْمَٰنِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا أُوْلَٰٓئِكَ لَا خَلَٰقَ لَهُمْ﴾ لا خيرَ ﴿أَلِيمٌ﴾ مُؤلم مُوجِع، من الألم، وهو في موضع مُفعِل

٤٥٤٩ ـ ٤٥٥٠ ـ حدَّثنا حَجَّاجُ بن مِنهالٍ حدَّثنا أبو عوانةَ عنِ الأعمش عن أبي وائلٍ عن عبدِ الله بن مسعودٍ رضيَ الله عنه قال: «قال رسول الله ﷺ: مَن حلفَ يمينَ صبرٍ ليَقتطِعَ بها مالَ امرىءٍ مسلمٍ لقيَ اللهَ وهو عليه غضبان، فأنزَلَ اللهُ تصديقَ ذلك ﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ ٱللَّهِ وَأَيْمَٰنِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا أُوْلَٰٓئِكَ لَا خَلَٰقَ لَهُمْ فِى ٱلْءَاخِرَةِ﴾ إلى آخر الآية. قال: فدخلَ الأشعثُ بن قيسٍ وقال: ما يحدِّثكم أبو عبدِ الرحمن؟ قلنا: كذا وكذا. قال: فيَّ أُنزلَت، كانت لي بئر في أرضِ ابن عمٍّ لي، قال النبيُّ ﷺ: بيِّنتُكَ أو يَمينُه. فقلتُ إذاً يَحلِفُ يا رسولَ اللهِ. فقال النبيُّ ﷺ: منَ حلفَ على يمينِ صَبرٍ يَقتطِعُ بها مالَ امرىءٍ مُسلم وهو فيها فاجِرٌ لقيَ اللهَ وهو عليه غضبان».

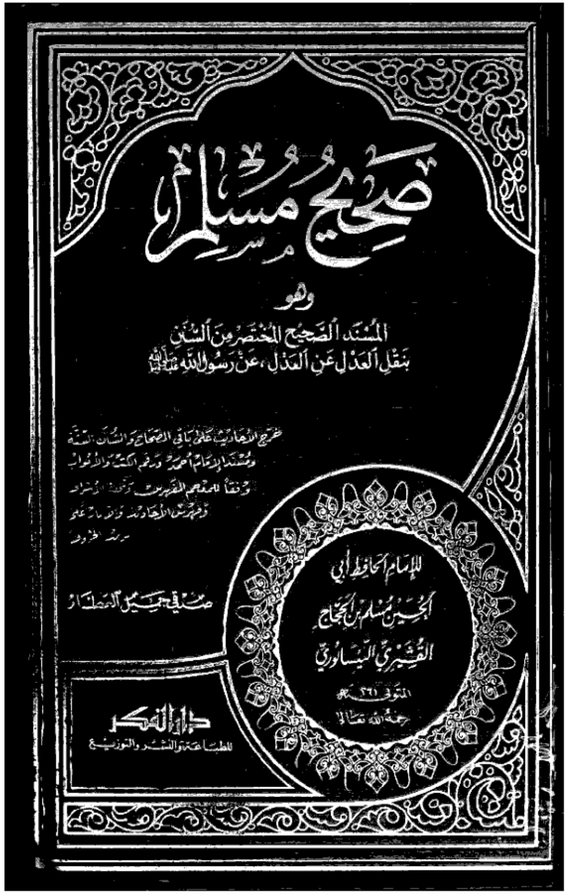
[الحديث: ٤٥٤٩][انظر الحديث: ٢٣٥٦، ٢٤١٦، ٢٥١٥، ٢٦٦٦، ٢٦٦٩، ٢٦٧٣، ٢٦٧٦].

[الحديث: ٤٥٥٠][انظر الحديث: ٢٣٥٧، ٢٤١٧، ٢٥١٦، ٢٦٦٧، ٢٦٧٠، ٢٦٧٧].

٤٥٥١ ـ حدَّثنا عليٌّ هو ابن أبي هاشم سمعَ هُشَيماً أخبرَنا العَوّامُ بن حَوشبٍ عن إبراهيمَ بن عبدِ الرحمن عن عبدِ الله بن أبي أوفىٰ رضي الله عنهما «أنَّ رجلاً أقام سِلعةً في السوق، فحلفَ فيها: لقد أعطي بها مالم يُعطه، ليوقعَ فيها رجُلاً منَ المسلمين. فنزَلَت ﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ ٱللَّهِ وَأَيْمَٰنِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا﴾ إلى آخر الآية». [انظر الحديث: ٢٠٨٨، ٢٦٧٥].

٤٥٥٢ ـ حدَّثنا نصرُ بن عليِّ بن نصرٍ حدَّثنا عبدُ الله بن داوُدَ عن ابن جُريجٍ عن ابن أبي مُلَيكةَ: «أن امرأتين كانتا تخرِزانِ في بيتٍ ـ أو في الحُجرةِ ـ فخرَجَت إحداهما وقد أُنفِذَ بإِشفى في كفِّها، فادَّعَت علَى الأخرىٰ، فرُفِعَ إلى ابن عبّاس فقال ابنُ عباس: قال رسولُ الله ﷺ: لو يُعطىٰ الناسُ بدَعواهم لذهَبَ دِماءُ قومٍ وأموالُهم. ذكِّروها بالله، واقرَؤوا عليها ﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ ٱللَّهِ﴾ فذكَّروها، فاعترَفَت. فقال ابنُ عبّاسٍ: قال النبيُّ ﷺ: اليمينُ على المدَّعىٰ عليه». [انظر الحديث: ٢٥١٤، ٢٦٦٨].

سکین کتاب نمبر 5



سکین کتاب نمبر 5

٦٣٧٩ / 2538م3 ـ حدّثنا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ بِالإِسْنَادَيْنِ جَمِيعاً. . . مِثْلَهُ. [تقدم].

٦٣٨٠ / 2539 ـ حدّثنا ابْنُ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ، عَنْ دَاوُدَ، وَاللَّفْظُ لَهُ. ح وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَيَّانَ، عَنْ دَاوُدَ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ. قَالَ: لَمَّا رَجَعَ النَّبِيُّ ﷺ مِنْ تَبُوكَ، سَأَلُوهُ عَنِ السَّاعَةِ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: **«لاَ تَأْتِي مِائَةُ سَنَةٍ، وَعَلَى الأَرْضِ نَفْسٌ مَنْفُوسَةٌ الْيَوْمَ»**. [انفرد به].

٦٣٨١ / (2538م) ـ حدّثني إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْوَلِيدِ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ. قَالَ: قَالَ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ: **«مَا مِنْ نَفْسٍ مَنْفُوسَةٍ، تَبْلُغُ مِئَةَ سَنَةٍ»**.

فَقَالَ سَالِمٌ: تَذَاكَرْنَا ذٰلِكَ عِنْدَهُ. إِنَّمَا هِيَ كُلُّ نَفْسٍ مَخْلُوقَةٍ يَوْمَئِذٍ. [انفرد به].

(54/ 100) ـ باب تحريم سَبِّ الصحابة رضي الله عنهم (٥٤/ ١٠٠)

٦٣٨٢ / 2540 ـ حدّثنا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْعَلاَءِ. قَالَ يَحْيَى: أَخْبَرَنَا. وَقَالَ الآخَرَانِ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ. قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: **«لاَ تَسُبُّوا أَصْحَابِي، لاَ تَسُبُّوا أَصْحَابِي. فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَباً، مَا أَدْرَكَ مُدَّ أَحَدِهِمْ، وَلاَ نَصِيفَهُ»**. [انفرد به].

٦٣٨٣ / 2541 ـ حدّثنا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ. قَالَ: كَانَ بَيْنَ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ وَبَيْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ شَيْءٌ، فَسَبَّهُ خَالِدٌ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: **«لاَ تَسُبُّوا أَحَداً مِنْ أَصْحَابِي، فَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَوْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَباً، مَا أَدْرَكَ مُدَّ أَحَدِهِمْ، وَلاَ نَصِيفَهُ»**. [خ- ٣٦٧٣، د- ٤٦٥٨، ق- ١٦١، ت- ١١٠٧٩].

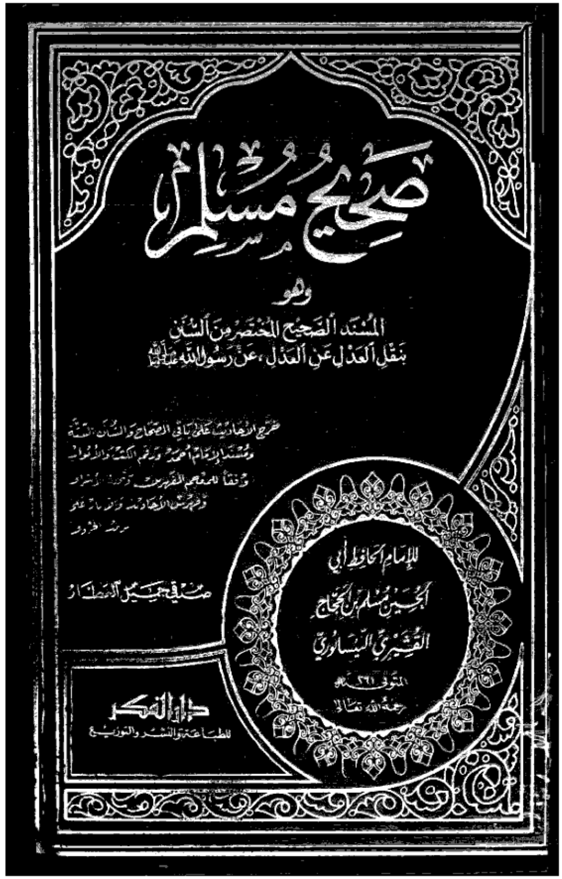
٦٣٨٤ / 2541م2 ـ حدّثنا أَبُو سَعِيدٍ الأَشَجُّ وَأَبُو كُرَيْبٍ. قَالاَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنِ الأَعْمَشِ. ح وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ، حَدَّثَنَا أَبِي. ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ. قَالاَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ. جَمِيعاً عَنْ شُعْبَةَ، عَنِ الأَعْمَشِ، بِإِسْنَادِ جَرِيرٍ وَأَبِي مُعَاوِيَةَ. . . بِمِثْلِ حَدِيثِهِمَا.

وَلَيْسَ فِي حَدِيثِ شُعْبَةَ وَوَكِيعٍ ذِكْرُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَخَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ. [تقدم]

(55/ 101) ـ باب من فضائل أُوَيس القَرَني، رضي اللّه عنه (٥٥/ ١٠١)

٦٣٨٥ / 2542 ـ حدّثني زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ، حَدَّثَنِي سَعِيدٌ الْجُرَيْرِيُّ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أُسَيْرِ بْنِ جَابِرٍ، أَنَّ أَهْلَ الْكُوفَةِ وَفَدُوا إِلَى عُمَرَ. وَفِيهِمْ رَجُلٌ مِمَّنْ كَانَ يَسْخَرُ بِأُوَيْسٍ. فَقَالَ عُمَرُ: هَلْ هَا هُنَا أَحَدٌ مِنَ الْقَرَنِيِّينَ؟ فَجَاءَ ذٰلِكَ الرَّجُلُ. فَقَالَ عُمَرُ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَدْ قَالَ: **«إِنَّ رَجُلاً يَأْتِيكُمْ مِنَ الْيَمَنِ، يُقَالُ لَهُ أُوَيْسٌ، لاَ**

سکین کتاب نمبر 6



سکین کتاب نمبر 6

عَلَيْهِ الْمَلاَئِكَةُ صَافِّينَ تَحْرُسُهَا، فَيَنْزِلُ بِالسَّبِخَةِ. فَتَرْجُفُ الْمَدِينَةُ ثَلاَثَ رَجَفَاتٍ. يَخْرُجُ إِلَيْهِ مِنْهَا كُلُّ كَافِرٍ وَمُنَافِقٍ». [خ= ١٨٨١].

٧٢٨٥ / 2943م[2] ـ وحدّثناه أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ أَنَسٍ؛ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ. فَذَكَرَ نَحْوَهُ. غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: فَيَأْتِي سَبَخَةَ الْجُرُفِ فَيَضْرِبُ رِوَاقَهُ. وَقَالَ: فَيَخْرُجُ إِلَيْهِ كُلُّ مُنَافِقٍ وَمُنَافِقَةٍ. [انفرد به].

(24/ 24) ـ باب في بقية من أحاديث الدجال (٢٤/ ٢٤)

٧٢٨٦ / 2944 ـ حدّثنا مَنْصُورُ بْنُ أَبِي مُزَاحِمٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ، عَنِ الأَوْزَاعِيِّ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ عَمِّهِ، أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «**يَتْبَعُ الدَّجَّالَ، مِنْ يَهُودِ أَصْبَهَانَ، سَبْعُونَ أَلْفاً. عَلَيْهِمُ الطَّيَالِسَةُ**». [انفرد به].

٧٢٨٧ / 2945 ـ حدّثني هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ، حَدَّثَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ، أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ. أَخْبَرَتْنِي أُمُّ شَرِيكٍ، أَنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «**لَيَفِرَّنَّ النَّاسُ مِنَ الدَّجَّالِ فِي الْجِبَالِ**». قَالَتْ أُمُّ شَرِيكٍ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَأَيْنَ الْعَرَبُ يَوْمَئِذٍ؟ قَالَ: «**هُمْ قَلِيلٌ**». [ت= ٣٩٥٦، أ= ٢٧٦٩١].

٧٢٨٨ / 2945م[1] ـ وحدّثناه مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ. قَالاَ، حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، بِهَذَا الإِسْنَادِ. [تقدم].

٧٢٨٩ / 2946 ـ حدّثني زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ الْحَضْرَمِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ، يَعْنِي ابْنَ الْمُخْتَارِ، حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلاَلٍ، عَنْ رَهْطٍ، مِنْهُمْ أَبُو الدَّهْمَاءِ وَأَبُو قَتَادَةَ. قَالُوا: كُنَّا نَمُرُّ عَلَى هِشَامِ بْنِ عَامِرٍ، نَأْتِي عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ. فَقَالَ ذَاتَ يَوْمٍ: إِنَّكُمْ لَتُجَاوِزُونِي إِلَى رِجَالٍ، مَا كَانُوا بِأَحْضَرَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنِّي. وَلاَ أَعْلَمَ بِحَدِيثِهِ مِنِّي. سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «**مَا بَيْنَ خَلْقِ آدَمَ إِلَى قِيَامِ السَّاعَةِ خَلْقٌ أَكْبَرُ مِنَ الدَّجَّالِ**». [أ= ١٦٢٦٥].

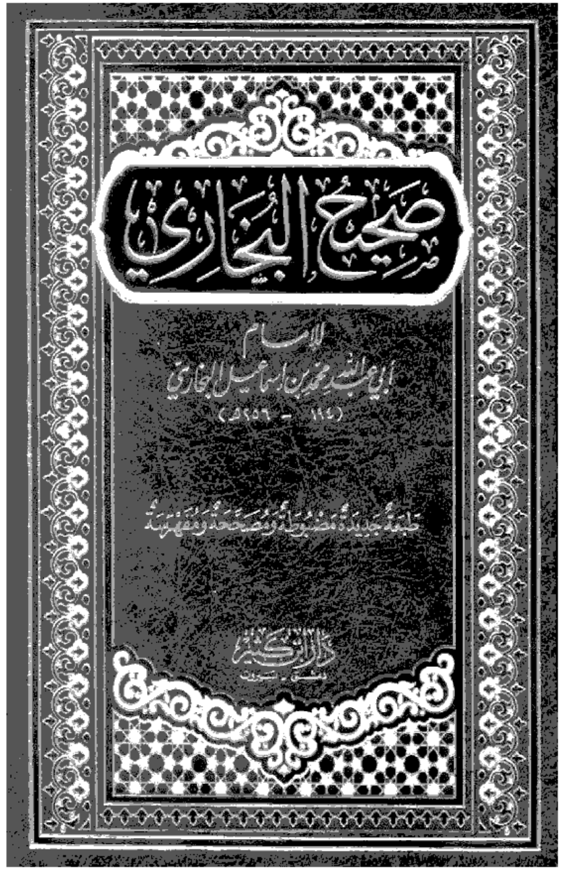
٧٢٩٠ / 2946م[1] ـ وحدّثني مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ الرَّقِّيُّ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلاَلٍ، عَنْ ثَلاَثَةِ رَهْطٍ مِنْ قَوْمِهِ، فِيهِمْ أَبُو قَتَادَةَ،

(2943م[2]) (رواقه) أي ينزل هناك ويضع ثقله.

(2944) (الطيالسة) جمع طيلسان، العجمي معرب، ثوب يلبس على الكتف يحيط بالبدن للبس، خال من التفصيل والخياطة.

(2946) (خلق أكبر من الدجال) المراد أكبر فتنة وأعظم شوكة.

سکین کتاب نمبر 7



سکین کتاب نمبر 7

الصخرةِ ، فإذا رجُلٌ مُسَجّىً بثوبٍ ، فسلَّمَ موسى ، فردَّ عليه فقال: وأنّى بأرضِكَ السلامُ قال: أنا موسى ، قال: موسى بني إسرائيلَ؟ قال: نعم ، أتيتُكَ لِتُعَلِّمني مما عُلِّمتَ رُشداً. قال: يا موسى إني على علمٍ من عِلمِ اللهِ علمنَيهِ اللهُ لا تعلَمُه ، وأنتَ على علمٍ من علمِ اللهِ علَّمَكَهُ اللهُ لا أعلَمهُ. قال: هل أتَّبِعُكَ؟ قال: ﴿ قَالَ إِنَّكَ لَن تَسْتَطِيعَ مَعِىَ صَبْرًا ﴿٦٧﴾ وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلَىٰ مَا لَمْ تُحِطْ بِهِۦ خُبْرًا ﴾ ـ إلى قوله ـ ﴿ إِمْرًا ﴾. فانطَلقا يمشِيانِ على ساحلِ البحرِ ، فمرَّتْ بهما سفينةٌ كلموهم أن يَحمِلوهم ، فعرَفوا الخضِرَ فحملوهُ بغير نَولٍ. فلمّا ركِبا في السفينةِ جاءَ عُصفورٌ فوقَعَ على حرفِ السفينةِ ، فنقَرَ في البحرِ نَقرةً أو نَقرَتَينِ ، قال له الخَضِرُ: يا موسى ، ما نَقَصَ عِلمي وعلمُكَ من علمِ اللهِ إلاّ مثلَ ما نقصَ هذا العُصفورُ بمنقارِهِ منَ البحرِ. إذ أخذَ الفأسَ فنَزَعَ لَوحاً ، قال فلم يَفجَأ موسى إلا وقد قَلَعَ لوحاً بالقَدُّوم ، فقال له موسى: ما صَنعتَ؟ قومٌ حَمَلونا بغير نَولٍ عَمَدْتَ إلى سفينتِهم فخَرقتَها ﴿ لِتُغْرِقَ أَهْلَهَا لَقَدْ جِئْتَ شَيْـًٔا إِمْرًا ﴿٧١﴾ قَالَ أَلَمْ أَقُلْ إِنَّكَ لَن تَسْتَطِيعَ مَعِىَ صَبْرًا ﴿٧٢﴾ قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِى بِمَا نَسِيتُ وَلَا تُرْهِقْنِى مِنْ أَمْرِى عُسْرًا ﴾. فكانتِ الأولى من موسى نِسياناً. فلما خَرَجا من البحرِ مرُّوا بغلامٍ يَلعَبُ معَ الصبيانِ ، فأخذَ الخضِرُ برأسِهِ فقَلَعَهُ بيدِه هكذا ـ وأومأَ سفيانُ بأطرافِ أصابعِهِ كأنهُ يَقطِفُ شيئاً ـ فقال لهُ موسى: ﴿ أَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةًۢ بِغَيْرِ نَفْسٍ لَّقَدْ جِئْتَ شَيْـًٔا نُّكْرًا ﴿٧٤﴾ ﴾ ﴿ قَالَ أَلَمْ أَقُل لَّكَ إِنَّكَ لَن تَسْتَطِيعَ مَعِىَ صَبْرًا ﴿٧٥﴾ قَالَ إِن سَأَلْتُكَ عَن شَىْءٍۭ بَعْدَهَا فَلَا تُصَٰحِبْنِى قَدْ بَلَغْتَ مِن لَّدُنِّى عُذْرًا ﴿٧٦﴾ فَٱنطَلَقَا حَتَّىٰٓ إِذَآ أَتَيَآ أَهْلَ قَرْيَةٍ ٱسْتَطْعَمَآ أَهْلَهَا فَأَبَوْا۟ أَن يُضَيِّفُوهُمَا فَوَجَدَا فِيهَا جِدَارًا يُرِيدُ أَن يَنقَضَّ ﴾ مائلاً ـ أومأ بيدِه هكذا ، وأشار سفيانُ كأنهُ يَمسَحُ شيئاً إلى فوقُ ، فلم أسمعْ سفيانَ يذكرُ «مائلاً» إلا مرَّةً ـ قال: قومٌ أتيناهم فلم يُطعِمونا ولم يُضيِّفونا ، عَمَدْتَ إلى حائطِهم ، ﴿ لَوْ شِئْتَ لَتَّخَذْتَ عَلَيْهِ أَجْرًا ﴿٧٧﴾ قَالَ هَٰذَا فِرَاقُ بَيْنِى وَبَيْنِكَ سَأُنَبِّئُكَ بِتَأْوِيلِ مَا لَمْ تَسْتَطِع عَّلَيْهِ صَبْرًا ﴾. قال النبيُّ ﷺ: وددنا أنَّ موسى كان صَبَرَ فقَصَّ اللهُ علينا من خبرِهما. قال سفيان: قال النبيُّ ﷺ: يرحمُ اللهُ موسى لو كان صبرَ يُقَصُّ علينا من أمرِهما: وقرأ ابن عباس: أمامَهم مَلِكٌ يأخذُ كلَّ سفينةٍ صالحةٍ غَصْباً. وأما الغلامُ فكان كافراً وكان أبواهُ مؤمنَين. ثم قال لي سفيانُ: سمعتهُ منهُ مرَّتين وحفظتهُ منه. قيل لسفيان: حفظتَهُ قبلَ أن تَسمعَهُ من عمرٍو أو تحفَّظتَهُ من إنسان؟ فقال: ممَّن أتحفَّظه ، ورواهُ أحدٌ عن عمرٍو غيري؟ سمعتهُ منه مرَّتَين أو ثلاثاً وحفِظتهُ منه».

[انظر الحديث: ٧٤ ، ٧٨ ، ١٢٢ ، ٢٢١٧ ، ٢٧٢٨ ، ٣٢٧٨ ، ٣٤٠٠].

٣٤٠٢ ـ حدَّثنا محمدُ بن سعيدٍ الأصبهانيُّ أخبرَنا ابنُ المبارَكِ عن مَعمرٍ عن همامِ بن مُنبِّهٍ عن أبي هريرةَ رضيَ اللهُ عنه عنِ النبيِّ ﷺ قال: «إنما سُمِّيَ الخَضِرَ لأنهُ جَلسَ على فروةٍ

المطالب العالية
بزوائد المسانيد الثمانية

للحافظ أحمد بن علي بن حجر العسقلاني
٧٧٣ - ٨٥٢ هجرية

تحقيق
خالد بن عبد الرحمن بن سالم البكر

تنسيق
د. سعد بن ناصر بن عبد العزيز الشثري

المجلد السابع عشر
٣٣ - ٣٤
آخر كتاب المناقب - كتاب الفتن
(٤١٤٤ - ٤٣٦٣)

دار العاصمة للنشر والتوزيع
دار الغيث للنشر والتوزيع

٤١٩٠ ـ [١] وقال أبو بكر: حدثنا ابن عيينة، عن ابن أبي نجيح، عن أبيه، عن قيس بن سعد رضي الله عنه رواية، قال: لو كان الإيمان معلقاً بالثريا، لناله ناس من أهل فارس.

٤١٩٠ ـ [١] تخريجه:

وذكره الهيثمي في المجمع (١٠/ ٦٤)، وصرح برفعه وقال: رواه أبو يعلى والبزار والطبراني، ورجالهم رجال الصحيح. اهـ.

وذكره البوصيري في الإتحاف (٣/ق٧٩ب مختصر)، وصرح برفعه أيضاً، وقال: رواه البزار وأبو بكر بن أبي شيبة وعنه أبو يعلى الموصلي بسند صحيح، وله شاهد في الصحيح من حديث أبي هريرة. اهـ.

ورواه ابن أبي شيبة ـ أيضاً ـ في المصنف (١٢/ ١٠٦: ١٢٥٦١) كتاب الفضائل: باب ما جاء في العجم. قال: حدثنا ابن عيينة، به، بلفظ مقارب. وذكر فيه «الدين» بدلاً من «الإيمان».

ـ وقد سقط من إسناده أبو نجيح ـ.

ومن طريق ابن أبي شيبة: رواه أبو يعلى في مسنده (٣/ ٢٣: ١٤٣٣) قال: حدثنا أبو بكر بن أبي شيبة، به، بلفظه.

وذكره الهيثمي في المقصد العلي (٤/ ٢٦٠: ١٤٩٤).

والطبراني في المعجم الكبير (١٨/ ٣٥٣: ٩٠١)، وقال: حدثنا عبيد بن غنام، حدثنا أبو بكر بن أبي شيبة، به، بلفظ مقارب.

وقد وردت روايات صرحت برفعه.

فرواه أبو يعلى في مسنده (٣/ ٢٧: ١٤٣٨) قال: حدثنا هارون بن معروف، حدثنا سفيان، به، بلفظ مقارب.

قلت: وقد جمع الحافظ ـ كما في المطالب هنا ـ بين إسناد أبي يعلى هنا وإسناد روايته السابقة مع أن هذه الرواية صرحت بالرفع دون الأولى.

وهو في المقصد العلي (٤/ ٢٦٠: ١٤٩٣).

سکین کتاب نمبر 9

السُّنَن

تصنيف

الإمام الحافظ أبي عبد الله محمد بن يزيد بن ماجة القزويني

٢٠٩ ـ ٢٧٣هـ

حققه وضبط نصه، وخرّج أحاديثه، وعلّق عليه

شعيب الأرنؤوط — محمد كامل قره بللي

الجزء الخامس

دار الرسالة العالمية

سکین کتاب نمبر 9

٤٠٣٩ـ حدَّثنا يونسُ بنُ عبدِ الأعلى، حدَّثنا محمدُ بنُ إدريسَ الشافعيُّ، حدَّثني محمدُ بنُ خالدٍ الجَنَديُّ عن أبانَ بنِ صالحٍ، عن الحَسن

عن أنسِ بنِ مالكٍ، أنَّ رسولَ اللهِ ﷺ قال: «لا يَزدادُ الأمرُ إلاَّ شِدَّةً، ولا الدُّنيا إلاَّ إدباراً، ولا الناسُ إلاَّ شُحّاً، ولا تقومُ السَّاعةُ إلاَّ على شِرارِ الناسِ، ولا المَهديُّ إلاَّ عيسى ابن مريمَ»[١].

= ففيها إليه محمد بن خليفة القرطبي المؤدب قال عنه الذهبي في «تاريخ الإسلام» (وفيات ٣٨١-٤٠٠) كان ضعيفاً مُغفلاً.

وذكر البخاري في «تاريخه الكبير» ٩/ ٢٥ رواية عن ابن أبي العشرين وقف فيها الحديث ولم يرفعه.

وفي الباب عن النواس بن سمعان عند مسلم (٢٩٣٧) في حديث الدجال الطويل، ولفظه: «فبينما هم كذلك إذ بعث الله ريحاً طيبة، فتأخذهم تحت آباطهم، فتقبض روح كل مؤمن وكل مسلم، ويبقى شرار الناس، يتهارجون فيها تهارُج الحمر، فعليهم تقوم الساعة». وهو في «مسند أحمد» (١٧٦٢٩) وسيأتي عند المصنف برقم (٤٠٧٦).

وعن عبد الله بن عمرو بن العاص عند مسلم (٢٩٤٠) في حديث الدجال أيضاً، ولفظه: «ثم يرسل الله ريحاً باردة من قبل الشام، فلا يبقى على وجه الأرض أحدٌ في قلبه مثقال ذرة من خير أو إيمان إلا قبضته، حتى لو أن أحدكم دخل في كبد جبل لدخلته عليه حتى تقبضه، فيبقى شرار الناس في خفة الطير وأحلام السباع، لا يعرفون معروفاً ولا ينكرون منكراً».

وعن مرداس الأسلمي عند البخاري (٤١٥٦) ولفظه: «يُقبض الصالحون الأولُ فالأولُ، وتبقى حُفالة كحُفالة التمر والشعير، لا يعبأ الله بهم شيئاً».

(١) صحيح لغيره، دون قوله: «ولا المهدي إلا عيسى ابن مريم» فمنكرة، وهذا إسناد ضعيف لضعف محمد بن خالد الجندي، والحسن ـ وهو البصري ـ مدلس وقد عنعن. وقد حكم الذهبي في «الميزان» في ترجمة محمد بن خالد على قوله: «لا مهدي إلا عيسى ابن مريم» بالنكارة، ثم علل هذه الزيادة أيضاً بأن صامت =

٧٧ - (لا مَهدي إلا عيسى).

منكر. أخرجه ابن ماجه (٢ / ٤٩٥)، والحاكم (٤ / ٤٤١)، وابن الجوزي في «الواهيات» (١٤٤٧)، وابن عبدالبر في «جامع العلم» (١ / ١٥٥)، وأبو عمرو الداني في «السنن الواردة في الفتن» (٣ / ٣ / ٢ ، ٤ / ٩ / ١ ، ٥ / ٢٢ / ٢)، والسِّلَفي في «الطيوريات» (٦٢ / ١)، والخطيب (٤ / ٢٢١) من طريق محمد بن خالد الجَنَدي عن أبان بن صالح عن الحسن عن أنس مرفوعاً بلفظ:

«لا يزداد الأمر إلا شدة، ولا الدنيا إلا إدباراً، ولا الناس إلا شحاً، ولا تقوم الساعة إلا على شرار الناس، **ولا مهدي إلا عيسى بن مريم**».

قلت: وهٰذا إسناد ضعيف فيه علل ثلاث:

الأولى: عنعنة الحسن البصري، فإنه قد كان يدلس.

الثانية: جهالة محمد بن خالد الجنَدي، فإنه مجهول؛ كما قال الحافظ في «التقريب» تبعاً لغيره كما يأتي.

الثالثة: الاختلاف في سنده. قال البيهقي: قال أبو عبدالله الحافظ:

«محمد بن خالد مجهول، واختلفوا عليه في إسناده، فرواه صامت بن معاذ؛ قال: ثنا يحيى بن السكن: ثنا محمد بن خالد. . . فذكره. قال صامت: عدلت إلى الجَنَد مسيرة يومين من صنعاء، فدخلت على محدث لهم، فوجدت هٰذا الحديث عنده عن محمد بن خالد عن أبان بن أبي عياش عن الحسن مرسلاً. قال البيهقي: فرجع الحديث إلى رواية محمد بن خالد الجندي؛ وهو مجهول، عن أبان بن أبي عياش، وهو متروك، عن الحسن عن النبي ﷺ؛ وهو منقطع، والأحاديث في التنصيص على خروج المهدي أصح البتة إسناداً».

نقله في «التهذيب».

سِلسِلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة وأثرها السيئ في الأمة

وقال الذهبي في «الميزان»:

«إنه خبر منكر».

ثم ساق الرواية الأخيرة عن ابن أبي عياش عن الحسن مرسلاً، ثم قال:

«فانكشف ووهى».

وقال الصغاني:

«موضوع»؛ كما في «الأحاديث الموضوعة» للشوكاني (ص ١٩٥).

ونقل السيوطي في «العرف الوردي في أخبار المهدي» (٢ / ٢٧٤ - من الحاوي) عن القرطبي أنه قال في «التذكرة»:

«إسناد ضعيف، والأحاديث عن النبي ﷺ في التنصيص على خروج المهدي من عترته من ولد فاطمة ثابتة؛ أصح من هٰذا الحديث، فالحكم بها دونه».

وقد أشار الحافظ في «الفتح» (٦ / ٣٨٥) إلى رد هٰذا الحديث لمخالفته لأحاديث المهدي.

وهٰذا الحديث تستغله الطائفة القاديانية في الدعوة لنبيهم المزعوم؛ ميرزا غلام أحمد القادياني الذي ادُّعى النبوة، ثم ادَّعى أنه هو عيسى بن مريم المبشر بنزوله في آخر الزمان، وأنه لا مهدي إلا عيسى بناءً على هٰذا الحديث المنكر، وقد راجت دعواه على كثيرين من ذوي الأحلام الضعيفة، شأن كل دعوة باطلة لا تعدم من يتبنَّاها ويدعو إليها، وقد أُلِّفت كتب كثيرة في الرد على هؤلاء الضُّلَّال، ومن أحسنها رسالة الأستاذ الفاضل المجاهد أبي الأعلى المودودي رحمه الله في الرد عليها، وكتابه الآخر الذي صدر أخيراً بعنوان «البيانات»، فقد بيَّن فيهما حقيقة القاديانيين، وأنهم مرقوا من دين المسلمين بأدلة لا تقبل الشك، فليرجع إليهما من شاء.

(تنبيه): قوله في هٰذا الحديث:

سکین کتاب نمبر 9

[redacted]

سکین کتاب نمبر 9

الطيوريات

٣٤٠

أبان بن صالح(١)، عن الحسن(٢)، عن أنس قال: قال رسول الله ﷺ: «لاَ يَزْدَادُ الأمرُ إلا شِدَّةً، ولاَ الدُّنيا إلا إدباراً، ولا النَّاسُ إلا شُحًّا، ولا تَقُومُ السَّاعةُ إلَّا على شِرَارِ النَّاسِ، ولا مَهْدِيَّ إلَّا عيسى بنُ مريمَ»(٣).

(١) ابن عمير بن عبيد القرشي مولاهم، وثقه الأئمة، ووهم ابن حزم فجهّله، وابن عبد البر فضعّفه، من الخامسة، مات سنة بضع عشرة، وهو ابن خمس وخمسين. التقريب (٨٧/ت١٣٧).

(٢) هو ابن أبي الحسن البصري.

(٣) إسناده ضعيف؛ فيه محمد بن خالد الجندي، وأحمد بن محمد بن الأزهر البصري لم أجد من وثقه. أخرجه ابن ماجه (٢/١٣٤٠)، كتاب الفتن، باب شدة الزمن، والحاكم (٤/٤٨٨)، وأبو نعيم في «حلية الأولياء» (٩/١٦١)، وأبو عمرو الداني في «السنن الواردة في الفتن» (٤/٨٦٢)، (رقم/٤٠٧٥)، وابن الفرضي في «تاريخ علماء الأندلس» (٢/٨٠٧ - ٨٠٨/ رقم١٠٤٠)، والخليلي في «الإرشاد» (١/٤٢٥ - ٤٢٦)، والبيهقي في «المعرفة» (رقم٨٢٢٧، ٢)، وفي «بيان من أخطأ على الشافعي» (٢٩٦ - ٢٩٧)، والقضاعي في «مسند الشهاب» (٢/٦٧ - ٦٨)، والخطيب في «تاريخ بغداد» (٤/٢٢٠)، والنسفي في «القند في ذكر علماء سمرقند» (ص٢٠٧)، وابن الجوزي في «العلل المتناهية» (٢/٤٦٢ - ٤٦٣)، والمزي في «تهذيب الكمال» (٢٥/١٤٨)، والذهبي في «سير أعلام النبلاء» (١٠/٦٧)، وفي «تذكرة الحفاظ» (٢/٥٢٧ - ٥٢٨)، وابن السبكي في «طبقات الشافعية» (٢/٧١ - ٧٢)، وابن حجر في «الأربعين المتباينة بشرط السماع» (ص١٢٨) من طرق عن يونس بن عبد الأعلى به. هذا الحديث أنكره العلماء إنكاراً شديداً وتعقبوه تعقباً شديداً، أما من ناحية السند فأعلوه بعلل بعضها قادحة، وبعضها غير قادحة، وإنما أذكر منها ما أراها قادحة وهي: العلة الأولى: أن محمد بن خالد الجندي تفرد بهذا الحديث، وقد تقدم أنه مجهول الحال، فمثله ممن لا يحتمل تفرده، وممن صرح بهذا البيهقي حيث قال: «هذا حديث تفرد به محمد ابن خالد الجندي، قال أبو عبد الله الحافظ: ومحمد بن خالد رجل مجهول». وقال ابن السبكي: «والصحيح أن الجندي تفرد به». البعث والنشور (١٩/أ - ب)، وطبقات =

سکین کتاب نمبر 9

مِرْقَاةُ المَفَاتِيح

للعلامة الشيخ علي بن سلطان محمد القاري المتوفى سنة ١٠١٤هـ

شرح مشكاة المصابيح

للإمام العلامة محمد بن عبد الله الخطيب التبريزي المتوفى سنة ٧٤١هـ

تحقيق
الشيخ جمال عيتاني

تنبيه:
وضعنا متن المشكاة في أعلى الصفحات، ووضعنا أسفل منها شرح «مرقاة المفاتيح» وألحقنا في آخر المجلد الحادي عشر كتاب «الإكمال في أسماء الرجال» وهو تراجم رجال المشكاة للعلامة التبريزي

الجزء العاشر
يحتوي على الكتب التالية
الفتن - أحوال القيامة وبدء الخلق - الفضائل والشمائل

منشورات
محمد علي بيضون
لنشر كتب السنة والجماعة
دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

سکین کتاب نمبر 9

رواه أحمد، والبيهقي في «دلائل النبوّة».

٥٤٦٢ - (٢٦) وعن أبي إسحاق، قال: قال عليّ ونظر إلى ابنه الحسن قال: إنَّ ابني هذا سيّدٌ كما سماه رسول الله ﷺ، وسيخرج من صُلبه رجلٌ يسمى باسم نبيّكم، يُشبهه في الخُلق، ولا يشبهه في الخَلق، - ثم ذكر قصةً - يملأُ الأرض عدلاً. رواه أبو داود ولم يذكر القصة.

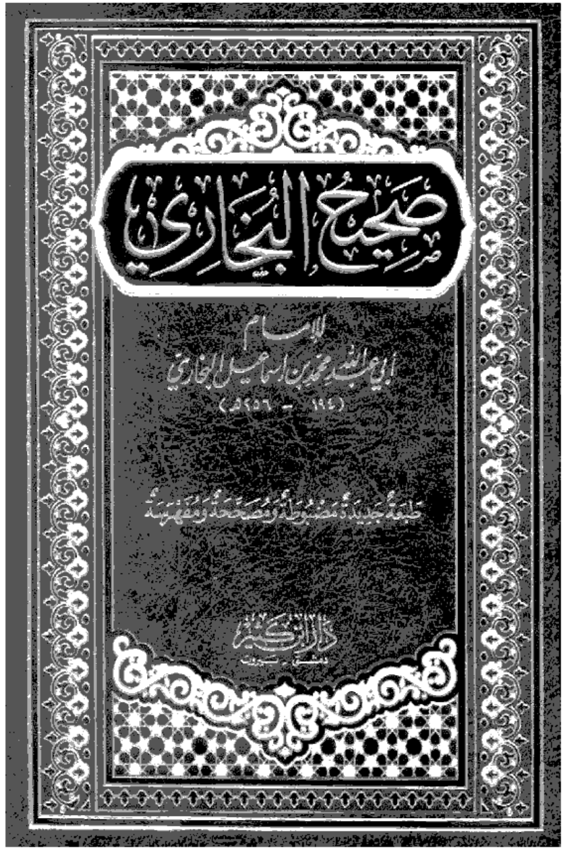
المنسوب. ونظيره قوله تعالى: ﴿من يطع الرسول فقد أطاع الله﴾ [النساء - ٨٠]. (رواه أحمد) أي في مسنده (والبيهقي في دلائل النبوّة) وكذا الحاكم في مستدركه(١)

٥٤٦٢ - (وعن أبي إسحاق) الظاهر أن المراد به أبو إسحاق السبيعي الهمداني الكوفي. قال المؤلف: رأى علياً وابن عباس وغيرهما من الصحابة وسمع البراء بن عازب وزيد بن أرقم، وروى عنه الأعمش وشعبة والثوري وهو تابعي مشهور كثير الرواية. ولد لستتين من خلافة عثمان ومات سنة تسع وعشرين ومائة. (قال: قال علي [رضي الله تعالى عنه]) أي موقوفاً (ونظر إلى ابنه الحسن قال:) الجملة حال معترضة بين القول ومقوله، وأتى بقوله: قال، أما تأكيد للمبالغة أو لتوهم الاطالة. (أن ابني هذا) إشارة إلى تخصيص الحسن لئلا يتوهم أن المراد هو الحسين أو الجنس. (سيد كما سماه رسول الله ﷺ) أي بقوله على ما سيأتي في المناقب: أن ابني هذا سيد، ولعل الله أن يصلح به بين فئتين عظيمتين من المسلمين. (وسيخرج من صلبه) أي من ذريته (رجل يسمى باسم نبيكم يشبهه في الخلق) بضم الخاء واللام وتسكن (ولا يشبهه في الخلق) أي في جميعه إذ سبق بعض نعته الموافق لخلقه ﷺ. (ثم ذكر قصة يملأ الأرض عدلاً) بالإضافة ودونها. فهذا الحديث دليل صريح على ما قدمناه من أن المهدي من أولاد الحسن ويكون له انتساب من جهة الأم إلى الحسين جمعاً بين الأدلة، وبه يبطل قول الشيعة أن المهدي هو محمد بن الحسن العسكري القائم المنتظر فإنه حسيني بالاتفاق. لا يقال لعل علياً [رضي الله تعالى عنه]أراد به غير المهدي، فإنا نقول يبطله قصة: يملأ الأرض عدلاً، إذ لا يعرف في السادات الحسينية ولا الحسنية من ملأ الأرض عدلاً إلا ما ثبت في حق المهدي الموعود. (رواه أبو داود ولم يذكر القصة) هذا أعني ولم يذكر القصة كلام جامع الأصول نقله عنه صاحب المشكاة، وهذا معنى كلام الطيبي [رحمه الله]قوله: لم يذكر القصة التعريف فيه للعهد. وهذا كلام جامع الأصول وليس في سنن أبي داود. ثم اعلم أن حديث: «لا مهدي إلا عيسى ابن مريم». ضعيف باتفاق المحدثين كما صرح به الجزري على أنه من باب: لا فتى إلا علي. قال الطيبي(٢) [رحمه الله]: الأحاديث عنه ﷺ في التنصيص على خروج المهدي من عترته من ولد فاطمة ثابتة أصح من هذا الحديث، فالحكم لها دونه. قال: ويحتمل معناه لا مهدي كاملاً معصوماً إلا عيسى عليه السلام انتهى. وأخرج

---

(١) الحاكم في المستدرك ٤/ ٥١٢.
الحديث رقم ٥٤٦٢: أخرجه أبو داود في السنن ٤/ ٤٧٧ حديث رقم ٤٢٩٠.
(٢) في المخطوطة «القرطبي».

سکین کتاب نمبر 10



سکین کتاب نمبر 10

بشيءٍ فرحَنا بقول النبيِّ ﷺ: أنتَ معَ من أحببت. قال أنس: فأنا أحبُّ النبي ﷺ وأبا بكر وعمرَ، وأرجو أن أكونَ معَهم بحبِّي إياهم، وإن لم أعمَل بمثِل أعمالِهم».

[الحديث ٣٦٨٨ ـ أطرافه في: ٦١٦٧، ٦١٧١، ٧١٥٣].

٣٦٨٩ ـ حدَّثنا يحيىٰ بن قَزَعةَ حدَّثنا إبراهيمُ بن سعدٍ عن أبيهِ عن أبي سلَمةَ عن أبي هريرة رضي اللهُ عنه قال: قال رسولُ اللهِ ﷺ: «لقد كان فيما قبلَكم منَ الأمم ناسٌ محدَّثون، فإن يكُ في أمتي أحدٌ فإنه عمر». زادَ زكرياءُ بن أبي زائدةَ عن سعدٍ عن أبي سلمة عن أبي هريرةَ قال: قال النبيُّ ﷺ: «لقد كان فيمن كان قبلَكم من بني إسرائيلَ رجالٌ يُكلَّمونَ من غير أن يكونوا أنبياءَ، فإن يكنْ في أمتي منهم أحدٌ فعمر».

قال ابن عباسٍ رضي الله عنهما: «من نبيٍّ ولا محدَّث». [انظر الحديث: ٣٤٦٩].

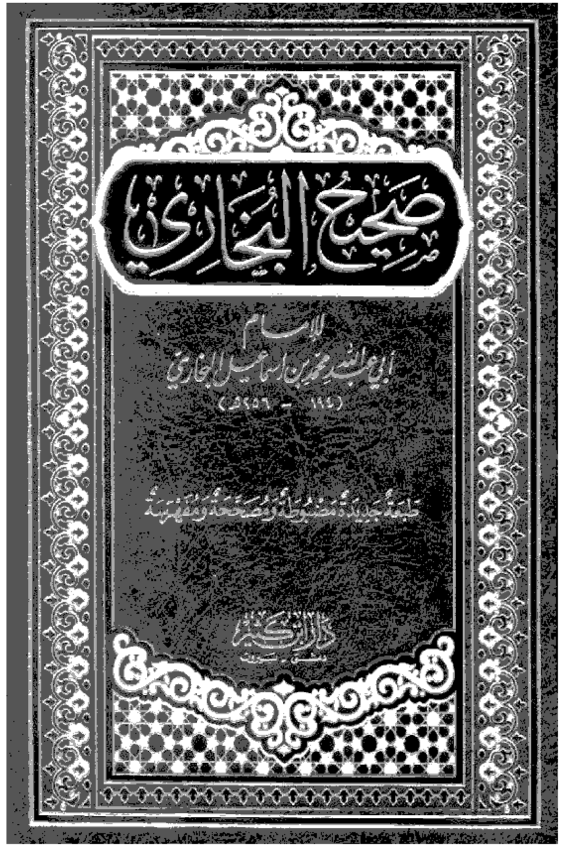
٣٦٩٠ ـ حدَّثنا عبدُ اللهِ بن يوسفَ حدَّثنا الليث حدَّثنا عُقَيلٌ عنِ ابنِ شهابٍ عن سعيدِ بن المُسيَّبِ وأبي سلمةَ بن عبد الرحمنِ قالا: سمعنا أبا هريرةَ رضيَ اللهُ عنه يقول: «قال رسولُ اللهِ ﷺ: بينما راعٍ في غنمِهِ عَدا الذِّئبُ فأخذَ منها شاةً، فطَلبَها حتى استنقذَها، فالتفتَ إليهِ الذِّئبُ فقال له: مَن لها يومَ السَّبُعِ ليس لها راعٍ غيري؟ فقال الناسُ: سبحانَ الله، فقال النبيُّ ﷺ: فإني أُومِنُ بهِ وأبو بكرٍ وعمرُ. وما ثم أبو بكر وعمر».

[انظر الحديث: ٢٣٢٤، ٣٤٧١، ٣٦٦٣].

٣٦٩١ ـ حدَّثنا يحيىٰ بنُ بُكَيرٍ حدَّثنا الليثُ عن عُقَيلٍ عنِ ابنِ شهابٍ قال: أخبرني أبو أُمامةَ ابنُ سهلِ بنِ حُنَيفٍ عن أبي سعيدٍ الخدريِّ رضيَ اللهُ عنه قال: «سمعتُ رسولَ اللهِ ﷺ يقول: بينا أنا نائم رأيتُ الناسَ عُرِضوا عليَّ وعليهم قُمصٌ، فمنها ما يَبلغُ الثُّديَ، ومنها ما يبلغُ دونَ ذلك، وعُرِضَ عليَّ عمرُ وعليه قميص اجترَّهُ. قالوا: فما أوَّلتَهُ يا رسولَ الله؟ قال: الدِّين». [انظر الحديث: ٢٣].

٣٦٩٢ ـ حدَّثنا الصَّلتُ بنُ محمدٍ حدَّثنا إسماعيلُ بن إبراهيمَ حدَّثنا أيُّوبُ عنِ ابنِ أبي مُلَيكةَ عن المِسورِ بن مَخرَمةَ قال: «لمّا طُعِنَ عمرُ جعلَ يألمُ، فقال لهُ ابن عبّاسٍ ـ وكأنّهُ يُجَزِّعهُ ـ: يا أميرَ المؤمنين، ولئن كان ذاك، لقد صحبتَ رسولَ اللهِ ﷺ فأحسَنتَ صُحبتَهُ، ثمَّ فارقتَهُ وهو عنكَ راضٍ، ثمَّ صحبتَ أبا بكرٍ فأحسنتَ صحبتَه، ثمَّ فارقتَه وهو عنك راضٍ، ثمَّ صحِبتَ صَحَبتَهم فأحسنتَ صُحبتَهم، ولئن فارقتَهم لتُفارِقَنَّهم وهم عنك راضون. قال: أمّا ما ذكرتَ من صحبةِ رسولِ اللهِ ﷺ ورضاه فإنما ذاك مَنٌّ منَ الله تعالىٰ منَّ به

سکین کتاب نمبر 11



سکین کتاب نمبر 11

١٧ ـ باب ما جاءَ في أسماءِ رسولِ اللهِ ﷺ ، وقولِ اللهِ عزَّ وجلّ: ﴿مُّحَمَّدٌ رَّسُولُ ٱللَّهِ وَٱلَّذِينَ مَعَهُۥٓ أَشِدَّآءُ عَلَى ٱلْكُفَّارِ﴾ [الفتح: ٢٩] ، وقولِهِ ﴿مِنۢ بَعْدِى ٱسْمُهُۥٓ أَحْمَدُ﴾ [الصّفّ: ٦].

٣٥٣٢ ـ حدّثنا إبراهيمُ بنُ المنذرِ قال: حدَّثني مَعْنٌ عن مالكٍ عنِ ابنِ شهابٍ عن محمدِ بن جُبَيرِ بن مُطعمٍ عن أبيهِ رضيَ اللهُ عنه قال: قال رسولُ اللهِ ﷺ: «لي خمسةُ أسماء: أَنا محمد، وأنا أحمدُ، وأنا الماحي الذي يمحو اللهُ بي الكفرَ، وأنا الحاشرُ الذي يُحشَرُ الناسُ على قَدَمي، وأنا العاقب». [الحديث ٣٥٣٢ ـ طرفه في: ٤٨٩٦].

٣٥٣٣ ـ حدّثنا عليُّ بنُ عبدِ اللهِ حدّثنا سفيانُ عن أبي الزِّنادِ عن الأعرَجِ عن أبي هريرةَ رضيَ اللهُ عنه قال: قال رسولُ اللهِ ﷺ: «ألا تَعجَبونَ كيفَ يَصرِفُ اللهُ عني شَتْمَ قُرَيشٍ ولعْنَهم؟ يَشتِمونَ مُذَمَّماً، ويَلعَنونَ مُذَمَّماً، وأنا محمدٌ».

١٨ ـ باب خاتَمِ النَّبيِّينَ ﷺ

٣٥٣٤ ـ حدَّثنا محمدُ بن سِنانٍ حدّثنا سَليمُ بن حَيّانَ حدَّثنا سعيدُ بن مِيناءَ عن جابرِ بن عبدِ اللهِ رضيَ اللهُ عنهما قال: قال النبيُّ ﷺ: «مَثَلي ومَثَلُ الأنبياءِ كرجلٍ بَنى داراً فأكمَلَها وأحسَنَها، إلا مَوضعَ لَبِنةٍ، فجعلَ الناسُ يَدخُلونها ويتعَجَّبونَ ويقولون: لَولا مَوضعُ اللَّبِنة».

٣٥٣٥ ـ حدّثنا قُتَيبةُ بنُ سعيدٍ حدَّثنا إسماعيلُ بنُ جعفرٍ عن عبد اللهِ بنِ دِينارٍ عن أبي صالحٍ عن أبي هريرةَ رضيَ اللهُ عنه أنَّ رسولَ اللهِ ﷺ قال: «إنَّ مَثَلي ومَثَلَ الأنبياءِ مِن قَبلي كمثَلِ رجُلٍ بَنى بيتاً فأحسَنَهُ وأجمَلَهُ، إلا مَوضِعَ لَبِنةٍ من زاوِيةٍ، فجعلَ الناسُ يَطوفونَ بهِ ويعجَبونَ له ويقولون: هَلاّ وُضِعَت هذه اللبنةُ؟ قال: فأنا اللَّبِنة، وأنا خاتمُ النَّبيين».

١٩ ـ باب وفاةِ النبيِّ ﷺ

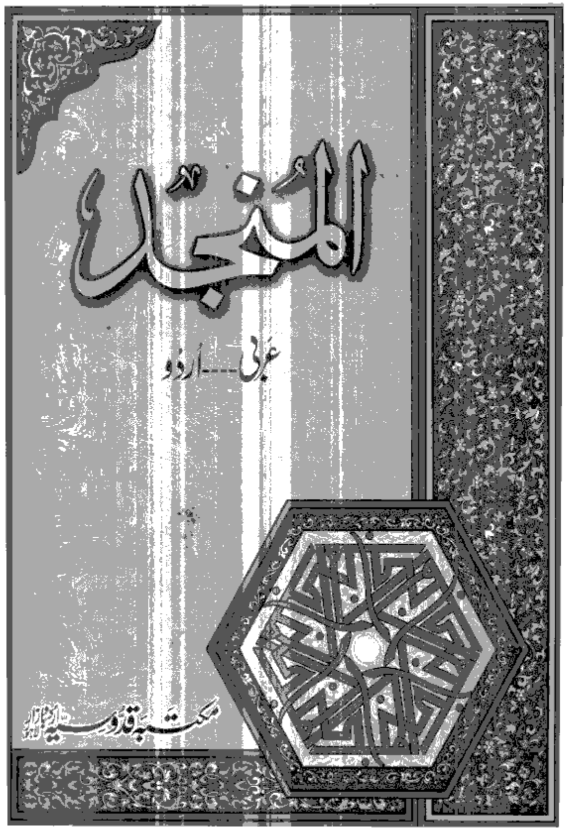
٣٥٣٦ ـ حدّثنا عبدُ اللهِ بنُ يوسُفَ حدَّثنا الليثُ عن عُقَيلٍ عن ابن شهابٍ عن عُروةَ بنِ الزُّبير عن عائشةَ رضيَ اللهُ عنها «أنَّ النبيَّ ﷺ تُوُفِّيَ وهو ابنُ ثلاثٍ وستين».

وقال ابنُ شهابٍ: وأخبرَني سعيدُ بنُ المسيّبِ مِثلَه. [الحديث ٣٥٣٦ ـ طرفه في: ٤٤٦٦].

٢٠ ـ باب كُنْيةِ النبيِّ ﷺ

٣٥٣٧ ـ حدّثنا حَفصُ بنُ عمر حدَّثنا شُعبةُ عن حُمَيدٍ عن أنسٍ رضيَ اللهُ عنه قال: «كان

سکین کتاب نمبر 11



سکین کتاب نمبر 11

قسم کا کھانا جو آٹا اور پانی ملا کر تیار کیا جاتا ہے۔
الحَسُوُّ بہت گھونٹ گھونٹ پینے والا۔
الحَسْوَة حسا کا اسم ہر قسم گھونٹ۔ ج حَسَوات۔
الحُسْوَة ایک مرتبہ گھونٹ لگانے کا اندازہ۔ کہا جاتا ہے "فی الإناء حُسْوَة" برتن میں ایک گھونٹ کی مقدار ہے۔ ج أحسیة و أحسوة و ج أحاسٍ۔
الحَسِیَّة وہ چیز جو پی جائے۔
حسی (ض) حَسْیًا و إحتسی: نرم و دلدلی زمین۔
المحساة پانی کھینچنے کا تیل۔
حشّ (ن) حَشًّا العشب: کاٹنا النارَ: سلگانا اور کریدنا الحربَ: بھڑکانا الفرسَ: گھاس ڈالنا۔ اور اسی سے مثل ہے "أحشّك و تروثني" میں تیرے لئے گھاس ڈالتا ہوں اور تو میرے اوپر لید ڈالتا ہے۔ یعنی میں تیرے ساتھ نیکی کرتا ہوں اور تو میرے ساتھ برائی سے پیش آتا ہے۔ المالَ: بڑھانا۔ زیادہ کرنا الصیدَ: دونوں جانب سے گھیرنا۔ حُشّت الیدُ: شل ہونا الولدُ فی بطن الناقة: پیٹ میں خشک ہونا۔
الفرسُ: تیز دوڑنا۔
أحشّ الکلأُ: کاٹنے کا وقت قریب آنا الأرضُ: گھاس والی یا بہت گھاس والی ہونا۔
أحشّه: گھاس کاٹنے میں مدد دینا أحشّت الناقةُ او المرأةُ: پیٹ میں بچہ خشک ہونا۔ صفت (مُحِشّ) أحشّه عن حاجته: جلدی کرانا۔
إحتشّ۔ الحشحشة: گھاس جمع کرنے کی کوشش کرنا۔
استحشّ الرجلُ: پیاسا ہونا الغصنُ: لمبی ہونا الیدُ: شل ہونا۔
العظمُ: باریک ہونا۔
الحشیش خشک گھاس۔ واحد (حشیشة)
الحَشِیْشَة بھنگ۔
حَشِیْشَةُ الجملا: یورپ میں پودا پیدا ہوتا ہے گل کی تیاری کے واسطے کام آتا ہے۔
الحُشاشة والحُشاش مریض یا زخمی کی بقیہ روح۔ کہا جاتا ہے "حشاشاك أن تفعل كذا" تمہاری انتہائی کوشش یہ ہے کہ تم ایسا کرو۔
الحَشّ والحُشّ والحِشّ: باغ۔ کھجوروں کا جھنڈ۔ پاخانہ۔ ج حشوش و حُشّان
الحُشّ بالضم: ناں کے پیٹ میں مردہ بچہ
الحِشّ بالکسر: بچہ۔ الحَشّ بالفتح: چھوٹا سر جھکا ہوا کھجور کا پودا۔ ج حشاش۔
الحُشّة: برائی۔
الحشاش: گھاس کی گون۔ ہر چیز کا کنارہ۔ ج أحشّة۔
الحَشّاش: گھاس کا جمع کرنے والا یا بیچنے والا۔ بھنگ پینے والا۔ ج حشّاشون و حشّاشة
الأحشوش والمحشوش: ماں کے پیٹ میں خشک بچہ۔
المحشّ والمحشّة: بہت گھاس والی جگہ۔ ج محاشّ۔ المحشّة: دبر۔
المِحَشّ: گھاس کاٹنے کی درانتی۔ (والمِحَشّة) آگ جلانے کی لوہے کی کرچھی۔ المحشّ: زلاور۔
حشأ (ف) حَشْأً النار: روشن کرنا۔ ٥ بسهم: کسی کے جوف میں تیر مارنا ٥ بسوط: پیٹ یا پہلو پر کوڑا مارنا۔
المِحْشأ: موٹا کمبل۔ ج محاشی۔
أحشئه: غضبناک کرنا۔
إحتشئوا: اکٹھا ہونا۔
الحوضبة: لوگوں کی جماعت۔
الحَوْضَب: خرگوش۔ بچھڑا۔ نر لومڑی۔ دبلا چھوٹے ہوئے پہلوؤں والا (ضد)
حشحشوا و تحشحشوا: اٹھنے کیلئے حرکت کرنا۔ حشحشة: النار: جلانا۔
تحشحش القومُ: متفرق ہونا۔

حشد (ض) حَشْدًا الشیءَ جمع کرنا۔
(والحشودة) القومَ: پوری طرح آنا الناقةُ: تھن میں دودھ جمع کرنا القومُ: پکار کا جلدی جواب دینا۔
حشّد الشیءَ: جمع کرنا۔
أحشد و تحشّد و تحاشد و إحتشد القومُ: ایک مقصد کیلئے جمع ہونا۔ کہا جاتا ہے "إحتشد لنا فی الضیافة" اس نے مہمانی میں دریا دلی سے کام لیا۔ "واحتشد لفلان فی کذا" اس نے فلاں کیلئے تیار کیا۔
الحشد (والحشد) جماعت۔ کہا جاتا ہے "عندی حشد من الناس" میرے پاس لوگوں کی جماعت ہے۔ ج حُشود۔
الحاشد: فالغیر کوتاہی کے اونٹنی کا دودھ دوہنے والا۔ بہت دانتوں والا کھجور کا گچھا۔ مستعد و تیار۔ کہا جاتا ہے "فلانٌ حافِلٌ حاشِدٌ" فلاں خدمت میں پوری کوشش کرنے والا ہے۔
الحشد وہ شخص جو مدد کرنے اور مال خرچ کرنے اور کوشش کرنے میں دریغ نہ کرے۔ ج حُشُد۔ عین حَشُودٌ: چشمہ جس کا پانی خشک نہ ہو۔
الحَشُود: تھن میں جلدی دودھ جمع کرنے والی اونٹنی۔
المَحْشود وہ شخص جس کی خدمت کرنے میں لوگ چست ہوں۔
المحاشد: محفلیں۔ مجلسیں۔

حشر (ن ض) حشرًا الناس جمع کرنا
٥ عن و طنه: جلا وطن کرنا۔ حشر الجمع: ایک جگہ سے دوسری جگہ نکالنا العود: چھیلنا اور باریک کرنا السنة الشدیدةُ المالَ: مال یعنی اونٹوں کو لاغر کر دینا اور ہلاک کر دینا۔
حُشِر و أُحتُشِر فی رأسه: بڑے سر والا ہونا۔ علی هذا القیاس حشر فی بطنه: بڑے پیٹ والا ہونا اور جسم کے ہر حصہ کے ساتھ مستعمل ہے۔ حُشُوت

سکین کتاب نمبر 12

مُسْنَد الإمَامِ أحمَدَ بنِ حَنبَل

رحمه الله

(١٦٤ - ٢٤١ هـ)

حقق هذا الجزء وخرج أحاديثه وعلق عليه

شعيب الأرنؤوط — عادل مرشد

الجزء الثالث عشر

مؤسسة الرسالة

سکین کتاب نمبر 12

أنه سمع أبا هريرة يقول: قال رسول الله ﷺ: «والَّذي نَفْسِي بيَدِه، لَيُوشِكُ أنْ يَنْزِلَ فيكُم ابنُ مريمَ حَكَماً عادِلاً، وإماماً مُقْسِطاً، يَكْسِرُ الصَّلِيبَ، ويَقْتُلُ الخِنْزِيرَ، ويَضَعُ الجِزْيةَ، ويَفِيضُ المالُ، حتَّى لا يَقْبَلَها أحدٌ»(١).

٧٦٨٠ - حدثنا عبدُ الرزّاق، أخبرنا مَعْمَرٌ، عن الزُّهري، عن نافع مولى أبي قتادة

عن أبي هريرة، قال: قال رسول الله ﷺ: «كيفَ بِكُم إذا نَزَلَ بِكُم ابنُ مَرْيَم، فأمَّكُم - أو قال: إمامُكُم - مِنْكُم»(٢).

(١) إسناده صحيح على شرط الشيخين.

وهو في «مصنف عبدالرزاق» (٢٠٨٤٠)، ومن طريقه أخرجه ابن منده في «الإيمان» (٤٠٩).

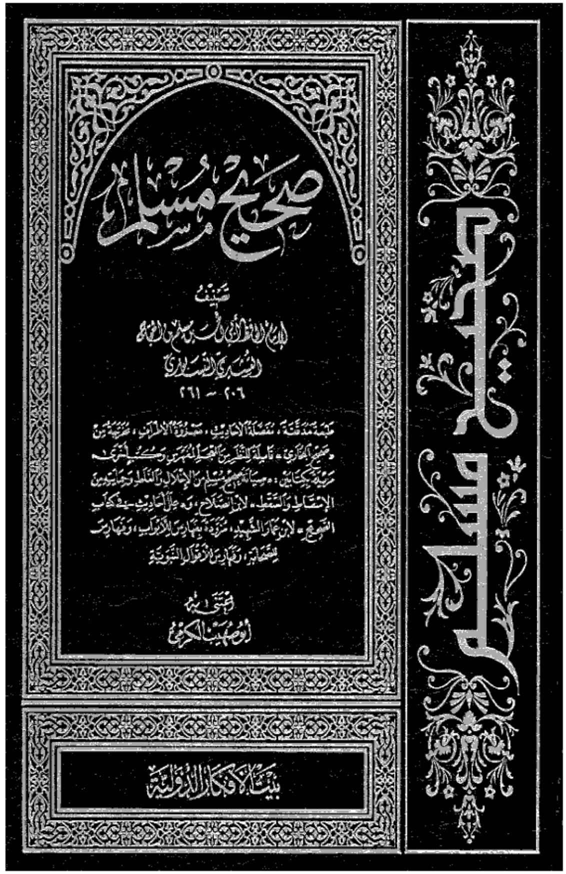
وأخرجه عبدالرزاق (٢٠٨٤٤) عن معمر، عن زيد بن أسلم، عن رجل، عن أبي هريرة موقوفاً، ومطولاً. وانظر (٧٢٦٩).

(٢) إسناده صحيح على شرط الشيخين. نافع: هو ابن عباس - ويقال ابن عياش - أبو محمد الأقرع المدني مولى أبي قتادة، قيل له ذلك للزومه إياه.

وهو في «مصنف عبدالرزاق» (٢٠٨٤١)، ومن طريقه أخرجه ابن منده في «الإيمان» (٤١٥).

وأخرجه البخاري (٣٤٤٩)، ومسلم (١٥٥)(٢٤٤)، وابن منده (٤١٤)، والبيهقي في «الأسماء والصفات» ص٤٢٤، والبغوي (٤٢٧٧) من طريق يونس ابن يزيد، ومسلم (١٥٥) (٢٤٦)، وابن حبان (٦٨٠٢)، وابن منده (٤١٣)، وابن حجر في «تغليق التعليق» ٤/ ٤٠ من طريق الأوزاعي، وابن حجر أيضاً من طريق عقيل بن خالد، ومسلم (١٥٥) (٢٤٥) من طريق ابن أخي ابن شهاب الزهري، أربعتهم عن الزهري، به. وعندهم جميعاً: «وإمامكم منكم» دون شك، إلا رواية

سکین کتاب نمبر 13



سکین کتاب نمبر 13

فَقَالَتْ: أَنَا الْجَسَّاسَةُ، قَالُوا: وَمَا الْجَسَّاسَةُ؟ قَالَتْ: أَيُّهَا الْقَوْمُ! انْطَلِقُوا إِلَى هَذَا الرَّجُلِ فِي الدَّيْرِ، فَإِنَّهُ إِلَى خَبَرِكُمْ بِالْأَشْوَاقِ، قَالَ: لَمَّا سَمَّتْ لَنَا رَجُلًا فَرِقْنَا مِنْهَا أَنْ تَكُونَ شَيْطَانَةً، قَالَ: فَانْطَلَقْنَا سِرَاعًا، حَتَّى دَخَلْنَا الدَّيْرَ، فَإِذَا فِيهِ أَعْظَمُ إِنْسَانٍ رَأَيْنَاهُ قَطُّ خَلْقًا، وَأَشَدُّهُ وِثَاقًا، مَجْمُوعَةٌ يَدَاهُ إِلَى عُنُقِهِ، مَا بَيْنَ رُكْبَتَيْهِ إِلَى كَعْبَيْهِ، بِالْحَدِيدِ. قُلْنَا: وَيْلَكَ! مَا أَنْتَ؟ قَالَ: قَدْ قَدَرْتُمْ عَلَى خَبَرِي، فَأَخْبِرُونِي مَا أَنْتُمْ؟ قَالُوا: نَحْنُ أُنَاسٌ مِنَ الْعَرَبِ، رَكِبْنَا فِي سَفِينَةٍ بَحْرِيَّةٍ، فَصَادَفْنَا الْبَحْرَ حِينَ اغْتَلَمَ، فَلَعِبَ بِنَا الْمَوْجُ شَهْرًا، ثُمَّ أَرْفَأْنَا إِلَى جَزِيرَتِكَ هَذِهِ فَجَلَسْنَا فِي أَقْرُبِهَا، فَدَخَلْنَا الْجَزِيرَةَ، فَلَقِيَتْنَا دَابَّةٌ أَهْلَبُ كَثِيرُ الشَّعَرِ، لَا يُدْرَى مَا قُبُلُهُ مِنْ دُبُرِهِ مِنْ كَثْرَةِ الشَّعَرِ، فَقُلْنَا: وَيْلَكِ! مَا أَنْتِ؟ فَقَالَتْ: أَنَا الْجَسَّاسَةُ، قُلْنَا: وَمَا الْجَسَّاسَةُ؟ قَالَتْ: اعْمِدُوا إِلَى هَذَا الرَّجُلِ فِي الدَّيْرِ، فَإِنَّهُ إِلَى خَبَرِكُمْ بِالْأَشْوَاقِ، فَأَقْبَلْنَا إِلَيْكَ سِرَاعًا، وَفَزِعْنَا مِنْهَا، وَلَمْ نَأْمَنْ أَنْ تَكُونَ شَيْطَانَةً، فَقَالَ: أَخْبِرُونِي عَنْ نَخْلِ بَيْسَانَ، قُلْنَا: عَنْ أَيِّ شَأْنِهَا تَسْتَخْبِرُ؟ قَالَ: أَسْأَلُكُمْ عَنْ نَخْلِهَا، هَلْ يُثْمِرُ؟ قُلْنَا لَهُ: نَعَمْ، قَالَ: أَمَا إِنَّهُ يُوشِكُ أَنْ لَا تُثْمِرَ، قَالَ: أَخْبِرُونِي عَنْ بُحَيْرَةِ الطَّبَرِيَّةِ، قُلْنَا: عَنْ أَيِّ شَأْنِهَا تَسْتَخْبِرُ؟ قَالَ: هَلْ فِيهَا مَاءٌ؟ قَالُوا: هِيَ كَثِيرَةُ الْمَاءِ، قَالَ: أَمَا إِنَّ مَاءَهَا يُوشِكُ أَنْ يَذْهَبَ، قَالَ: أَخْبِرُونِي عَنْ عَيْنِ زُغَرَ، قَالُوا: عَنْ أَيِّ شَأْنِهَا تَسْتَخْبِرُ؟ قَالَ: هَلْ فِي الْعَيْنِ مَاءٌ؟ وَهَلْ يَزْرَعُ أَهْلُهَا بِمَاءِ الْعَيْنِ؟ قُلْنَا لَهُ: نَعَمْ، هِيَ كَثِيرَةُ الْمَاءِ، وَأَهْلُهَا يَزْرَعُونَ مِنْ مَائِهَا، قَالَ: أَخْبِرُونِي عَنْ نَبِيِّ الْأُمِّيِّينَ مَا فَعَلَ؟ قَالُوا: قَدْ خَرَجَ مِنْ مَكَّةَ وَنَزَلَ يَثْرِبَ، قَالَ: أَقَاتَلَهُ الْعَرَبُ؟ قُلْنَا: نَعَمْ، قَالَ: كَيْفَ صَنَعَ بِهِمْ؟ فَأَخْبَرْنَاهُ أَنَّهُ قَدْ ظَهَرَ عَلَى مَنْ يَلِيهِ مِنَ الْعَرَبِ وَأَطَاعُوهُ، قَالَ لَهُمْ: قَدْ كَانَ ذَلِكَ؟ قُلْنَا: نَعَمْ، قَالَ: أَمَا إِنَّ ذَاكَ خَيْرٌ لَهُمْ أَنْ يُطِيعُوهُ، وَإِنِّي مُخْبِرُكُمْ عَنِّي، إِنِّي أَنَا الْمَسِيحُ، وَإِنِّي أُوشِكُ أَنْ يُؤْذَنَ لِي فِي الْخُرُوجِ، فَأَخْرُجَ فَأَسِيرَ فِي الْأَرْضِ فَلَا أَدَعَ قَرْيَةً إِلَّا هَبَطْتُهَا فِي أَرْبَعِينَ لَيْلَةً، غَيْرَ مَكَّةَ وَطَيْبَةَ، فَهُمَا مُحَرَّمَتَانِ عَلَيَّ، كِلْتَاهُمَا، كُلَّمَا أَرَدْتُ أَنْ أَدْخُلَ وَاحِدَةً، أَوْ وَاحِدًا مِنْهُمَا، اسْتَقْبَلَنِي مَلَكٌ بِيَدِهِ السَّيْفُ صَلْتًا، يَصُدُّنِي عَنْهَا، وَإِنَّ عَلَى كُلِّ نَقْبٍ مِنْهَا مَلَائِكَةً يَحْرُسُونَهَا، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، وَطَعَنَ بِمِخْصَرَتِهِ فِي الْمِنْبَرِ: «هَذِهِ طَيْبَةُ، هَذِهِ طَيْبَةُ، هَذِهِ طَيْبَةُ» يَعْنِي الْمَدِينَةَ «أَلَا هَلْ كُنْتُ حَدَّثْتُكُمْ ذَلِكَ؟» فَقَالَ النَّاسُ: نَعَمْ، «فَإِنَّهُ أَعْجَبَنِي حَدِيثُ تَمِيمٍ أَنَّهُ وَافَقَ الَّذِي كُنْتُ أُحَدِّثُكُمْ عَنْهُ وَعَنِ الْمَدِينَةِ وَمَكَّةَ، أَلَا إِنَّهُ فِي بَحْرِ الشَّامِ أَوْ بَحْرِ الْيَمَنِ، لَا بَلْ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ، مَا هُوَ، مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ، مَا هُوَ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ، مَا هُوَ» وَأَوْمَأَ بِيَدِهِ إِلَى الْمَشْرِقِ، قَالَتْ: فَحَفِظْتُ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ.

١٢٠-(٢٩٤٢) حَدَّثَنَا يَحْيَى ابْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ، حَدَّثَنَا خَالِدُ ابْنُ الْحَارِثِ الْهُجَيْمِيُّ أَبُو عُثْمَانَ، حَدَّثَنَا قُرَّةُ، حَدَّثَنَا سَيَّارٌ أَبُو الْحَكَمِ، حَدَّثَنَا الشَّعْبِيُّ قَالَ:

دَخَلْنَا عَلَى فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ فَأَتْحَفَتْنَا بِرُطَبٍ يُقَالُ لَهُ رُطَبُ ابْنِ طَابٍ، وَأَسْقَتْنَا سَوِيقَ سُلْتٍ، فَسَأَلْتُهَا عَنِ الْمُطَلَّقَةِ ثَلَاثًا أَيْنَ تَعْتَدُّ؟ قَالَتْ: طَلَّقَنِي بَعْلِي ثَلَاثًا، فَأَذِنَ لِيَ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ أَعْتَدَّ فِي أَهْلِي، قَالَتْ: فَنُودِيَ فِي النَّاسِ: إِنَّ الصَّلَاةَ جَامِعَةً، قَالَتْ: فَانْطَلَقْتُ فِيمَنِ انْطَلَقَ مِنَ النَّاسِ، قَالَتْ: فَكُنْتُ فِي الصَّفِّ الْمُقَدَّمِ مِنَ النِّسَاءِ، وَهُوَ يَلِي الْمُؤَخَّرَ مِنَ الرِّجَالِ، قَالَتْ: فَسَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ، وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَخْطُبُ فَقَالَ: «إِنَّ بَنِي عَمٍّ لِتَمِيمٍ الدَّارِيِّ رَكِبُوا فِي الْبَحْرِ» وَسَاقَ الْحَدِيثَ.

وَزَادَ فِيهِ: قَالَتْ: فَكَأَنَّمَا أَنْظُرُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، وَأَهْوَى بِمِخْصَرَتِهِ إِلَى الْأَرْضِ، وَقَالَ: «هَذِهِ طَيْبَةُ» يَعْنِي الْمَدِينَةَ.

روحانی خزائن

تصنیفات

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

۱

احادیث بالمعنی		احادیث
اس سے کوئی اور بڑا عمل صالح نہیں	۱۳۲	من اصطنع اليكم معروفا فجازوه
	۱۸۸ ح	خیارهم فی الجاهلیة خیارهم فی الاسلام
	۳۱۶	الحکمة ضالة المؤمن
	۶۰۱ ح ح	علماء امتی کانبیآء بنی اسرائیل

احادیث نبویہ

☆ ☆ ☆